جلد ۱۸	مطابق ۷ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء	نمبر ۸۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو کھانسی کی شکایت ہے۔ گو پہلے کی نسبت کچھ تخفیف ہے۔ صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو جو چوٹ آئی تھی۔ اسے افاقہ ہو رہا ہے ؞

چند دن ہوئے۔ چوہدری غلام محمد صاحب منشی فاضل مدرس ہائی سکول کو اُن کے ایک رشتہ دار نے خانگی رنج کی وجہ سے سر میں سخت چوٹ لگائی جس کا نہایت کوشش اور سرگرمی سے علاج ہوتا رہا۔ اور کسی قدر طبیعت سنبھل بھی گئی۔ لیکن آخر کار ۲۴-جنوری کو فوت ہو گئے۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور مخلص نوجوان تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بہت بڑے مجمع کے ساتھ خود جنازہ پڑھایا۔ میت کو کندھا دیا۔ اور قبرستان تک ساتھ تشریف لے گئے۔ دفن کرنے کے بعد حضور نے آخری دعا کی۔ احباب ... کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

۲۳-۲۴-کو کسی قدر بارش ہوئی ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے

آج سے قریباً اٹھائیس سال قبل ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

" رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کل گیا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ۔ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کراتی ہے۔ اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خُدا کو دیکھ لیتا ہے۔ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے۔

بے شک روزہ کا اجر اجرِ عظیم ہے۔ مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں ؞

ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اس نے ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندانِ نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں "

(الحکم ۱۰-دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

امریکہ میں نو مسلم

محمد یوسف خاں صاحب شہر پٹس برگ ریاست پنسلوینیا - یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ سے لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کے احمدی نو مسلموں کی جماعت بہت مخلص ہو گئی ہے - اور بعض ان میں سے تہجد خوان ہیں۔ اور قریباً نصف جماعت نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کرتی ہے - اور قریباً ۱۴ مرد و زن ایسے ہیں - جو کہ تین ماہ تک قرآن کریم پڑھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ سنسناٹی میں میرا بھائی احمد خاں کام کرتا ہے اور سکول بھی جاتا ہے - اور جماعت کو سنبھالے ہوئے ہے :۔

شکریہ احباب

برادر مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے انتقال پر ملال کے باعث بہت سی احمدیہ انجمنوں - اور احباب کے ذاتی خطوط ہمدردی و محبت کے مجھے ملے - اور مل رہے ہیں۔ آج تک تو میں نے فرداً فرداً ہر مخلص دوست اور انجمنوں کو جواب دیئے ہیں۔ امید ہے - انہیں مل گئے ہونگے مگر چونکہ میری بہو زوجہ عزیز حبیب اللہ خان بعارضہ ہسٹیریا دس روز سے بیمار ہے - اور اکثر وقت میرا جو دفتر کے علاوہ ہے - اس کی تیمارداری میں گذر رہا ہے - اس نے مجھے معذور کر دیا ہے - کہ میں خطوط محبت کا جواب فرداً فرداً احباب کو دوں۔ اس لئے بذریعہ الفضل جملہ احباب و انجمن ہائے احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اُن کی غمخواری سے متاثر ہو کر اُن کے لئے دُعائے خیر کرتا ہوں :۔

خاکسار ذو الفقار علی خاں ایکسائیز سپرنٹنڈنٹ ریاست رامپور

بہترین نعت کے لئے میڈل

الفضل ۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء میں میری طرف سے اعلان کیا گیا تھا - کہ سیرت نبوی کے کسی پہلو پر بہترین اُردو یا پنجابی نظم کے لئے ایک میڈل دیا جائے گا۔ مگر اس سلسلہ میں مجھے صرف ایک نظم موصول ہوئی ہے - جو کسی لحاظ سے بھی میڈل کی مستحق نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس لئے اس میعاد میں ۱۵ - فروری سنہ ۱۹۳۱ء تک کی توسیع کی جاتی ہے - کوئی صنعت بحر یا قافیہ مقرر نہیں - اشعار پندرہ سے زائد نہ ہوں - اور نظم ۱۵ - فروری تک مجھے اس پتہ پر مل جانی چاہیئے

خاکسار ملک عبد الرحمٰن خادم متعلم - ایم - اے محلہ جٹاں گجرات پنجاب

ایک احمدی کو خطاب

شیخ منظور واحد صاحب انسپکٹر پولیس - سی - آئی - ڈی (امیر جماعت احمدیہ بغداد) کو گورنمنٹ کی طرف سے "خان صاحب" کا خطاب عطا ہوا ہے - اللہ تعالےٰ مبارک کرے :۔

خاکسار مرزا برکت علی - امیر جماعت احمدیہ آبادان

موضع دیال گڑھ میں مناظرہ

۱۹ - جنوری سنہ ۳۱ء موضع دیال گڑھ میں حیات و وفات مسیح پر مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مناظر تھے - مناظرہ قریباً تین گھنٹے ہوا - مد مقابل اپنے پیش کردہ دلائل کے حوالہ جات دینے سے عاجز ہو گیا۔ سکرٹری انجمن احمدیہ دیال گڑھ -

سکرٹری جماعت احمدیہ گورداسپور کا پتہ

جو دوست سکرٹری جماعت احمدیہ گورداسپور سے خط و کتابت کرنا چاہیں - وُہ مندرجہ ذیل پتہ تحریر فرمایا کریں - مولوی چراغ الدین صاحب - گورنمنٹ سکول - گورداسپور

تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین کے متعلق اطلاع

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میگزین کا سالانہ نمبر شائع ہو چکا ہے - اور احباب کی خدمت میں بھجوا دیا گیا ہے - جن خریداروں کو رسالہ ابھی تک نہ پہونچا ہو - وُہ خاکسار کو مطلع فرمائیں - محمد ابراہیم (بی - اے) ایڈیٹر

درخواست ہائے دُعا

۱ - میں سیالکوٹ کی ملازمت میونسپل انجنیر سے علیٰحدگی کے بعد معہ متعلقین یہاں قادیان میں مقیم ہوں - اور اس وقت تک یہیں قیام کرُونگا جب تک خدا تعالےٰ کوئی دوسری جگہ عطا فرمائے - دوستوں سے درخواست ہے - کہ میرے لئے دُعا کریں :۔

خاکسار محمد عثمان قریشی احمدی انجنیر دار الفضل قادیان

۲ - بندہ نے فوجی خدمات کی بناء پر اوورسیری کے لئے حکام بالا میں درخواست دے رکھی ہے - جملہ برادران کامیابی کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار ملک رسول بخش سب اوورسیر -

۳ - میرے والد صاحب کئی روز سے بخار میں مبتلا ہیں - تمام احباب ان کی صحت کے لئے تہ دل سے دعا کریں - خاکسار عبد الصادق تھرازکوٹیاں - ضلع جہلم :۔

۴ - میرے والد صاحب نے ایک ملازمت کے لئے درخواست کی ہے - احباب کامیابی کے لئے دُعا کریں۔ نیازمند محمد عبد الحق امرتسر

۵ - یہ عاجز آج کل ایک شدید ابتلا میں ہے احباب ماہ رمضان المبارک میں بالالتزام اس عاجز کے حق میں درد دل سے دعائیں فرمائیں - تا مولا کریم کے فضل سے ہر ایک قسم کے شر اور مکروہ بات سے محفوظ ہوں - خاکسار نیاز محمد ہوم انسپکٹر پولیس سکھر :۔

۶ - یہاں پر ہم صرف دو آدمی احمدی ہیں - اور تمام گاؤں مخالف تو کا ہے - جو ہمیں نقصان پہونچانے کی کوشش کر رہے ہیں - احباب دعا فرمائیں - کہ مولا کریم اپنے فضل سے ہر فتنہ سے محفوظ فرمائے :۔

خاکسار ماسٹر محمد اسمٰعیل احمدی نبی پور پیراں

اعلان نکاح

میری لڑکی امۃ اللہ بیگم کا نکاح مرزا عنایت اللہ احمدی پارسل کلرک کے ساتھ حکیم محمد حسین ...

سکرٹری جماعت احمدیہ لاہور نے ۲ - جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کو بعد از نماز جمعہ دو ہزار مہر پر پڑھا - خاکسار محمد الدین احمدی لاہور :۔

ولادت

۱ - ۱۱ - جنوری سنہ ۱۹۳۱ء جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے ایک مخلص دوست منشی عمر علی خاں صاحب کے ہاں دختر تولد ہوئی - احباب دُعا کریں - اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے اور نیک بنائے - خاکسار سید صمصام الدین احمد سونگھڑہ کٹک :۔

۲ - مجھے اللہ تعالےٰ نے ۸ - جنوری کو لڑکا عطا فرمایا ہے احباب دعا کریں - اللہ تعالےٰ عمر دراز عطا کرے اور خادم دین بنائے -

خاکسار محمد اسمٰعیل مولوی - فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان

۳ - میرے ہاں ۱۸ - جنوری سنہ ۱۹۳۱ء لڑکا تولد ہوا ہے - حضرت اقدس نے منیر الدین احمد نام تجویز فرمایا - احباب دعا کریں - اللہ تعالےٰ عمر دراز عطا کرے - اور خادم دین بنائے - خاکسار محمد عثمان قریشی قادیان

۴ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے میاں نذیر محمد صاحب احمدی کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے - آپ نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے اشاعت اسلام میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے - اللہ تعالےٰ نو مولود مسعود کی عمر دراز کرے - اور خادم اسلام بنائے - خاکسار محمد یوسف کلکتہ

دعائے مغفرت

۱ - میری بیوی جو بفضل خدا احمدیت کی شیدائی تھی - ۱۲ - جنوری اپنے معبود حقیقی سے جا ملی - انا للہ و انا الیہ راجعون - احباب دعائے مغفرت کریں - مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں - جن میں سے سب سے چھوٹا لڑکا صرف چند یوم کا ہے - ان کے لئے بھی دعا فرمائیں - خاکسار محمد حسین احمدی شملوی نئی دہلی

۲ - میرے والد صاحب چوہدری عبد العزیز صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ عزیز پورہ مورخہ ۱۱ - ماہ جنوری سنہ ۳۱ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں - احباب دعائے مغفرت کریں :۔ خاکسار چوہدری سردار خاں

سن رائز

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ پر احباب جماعت احمدیہ کو سن رائز کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دلائی اور اس کی ضرورت و اہمیت واضح فرمائی تھی :۔

میں یقین رکھتا ہوں - کہ اس ارشاد کی تعمیل میں انگریزی دان اصحاب خصوصیت سے کوشش کر رہے ہونگے - اور عنقریب اپنی جد و جہد تبلیغ کے نتائج سے آگاہ فرمائیں گے :۔

سن رائز ستمبر سے ہفتہ وار پیش خدمت ہو رہا ہے - جن خریداروں نے تا حال چندہ ادا نہیں فرمایا - یا ان کا سلسلہ چندہ ۳۱ - جنوری تک یا اس سے پہلے کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے - ان کے نام وی - پی کئے ... ہیں - وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں

مینیجر سن رائز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۷ قادیان دار الامان مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

عیسائی مشنوں کی تبلیغی جد و جہد

اور

مسلمانوں کیلئے تازیانۂ عبرت

"جمعیۃ العلماء ہند" کے "آرگن" "الجمعیۃ" نے "افریقہ میں اسلام اور نصرانیت کی آویزش" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں بالفاظ خود "عیسائی مشنوں کی تبلیغی جد و جہد کے محیر العقول کارنامے" پیش کئے ہیں۔ اور جسے "فرزندان توحید اور علم برداران تبلیغ کے لئے تازیانۂ عبرت" قرار دیا ہے:۔

"الجمعیۃ" کو اس بات پر "سخت تعجب ہے" کہ:۔

"اس قدر کھلی بے دینی اور آشکارا دہریت کے باوجود مغربی حکمران عیسائی مشنوں کے لئے اپنے خزانوں کے کیوں منہ کھول رہے ہیں۔ اور ہر سال کروڑوں روپیہ کس لئے تبلیغ مسیحیت پر خرچ کرتے رہتے ہیں۔ سینکڑوں اقسام کی عیسائی مشنیں دُنیا کے گوشہ گوشہ میں دابۃ الارض کی طرح جگر کاٹ رہی ہیں۔ تاکہ دُنیا کو مسیحی نجات کا راستہ بتلایا جائے۔ یہ تمام سرفروشانہ مساعی یوروپین ممالک اور شاہانِ مغرب کی رہین منت ہیں۔ آخر یہ کیا تماشہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اس قدر بے دینی اور لامذہبیت اور دوسری جانب اشاعت تثلیث میں اس درجہ کا انہماک"!

مگر اس حیرت اور تماشہ کی حقیقت "الجمعیۃ" پر خود بخود ظاہر ہوگئی۔ چنانچہ اس نے لکھدیا ہے۔ کہ:۔

"اس کی تہ میں استعماری اغراض پوشیدہ ہیں۔ یا صاف لفظوں میں یُوں سمجھو۔ کہ عیسائی مشنری یورپ کے سیاسی کارندے ہیں۔ اور اُن کے مشن مغرب کی استعماریت کا مقدمۃ الجیش ہیں جن مقامات میں یوروپین حکومتیں اپنا اثر و نفوذ پیدا نہیں کرسکتیں۔ ان مقامات میں عیسائی مشنریوں کو بھیج کر اپنا استعماری جال پھیلایا جاتا ہے۔ اور مسیحی بھیڑیئے بکریوں کی کھال پہن کر بڑی آسانی سے گوسفندوں پر شبخون مارتے رہتے ہیں۔ ورنہ آپ ہی بتایئے۔ کہ کجا دہریت و بے دینی اور کجا مذہب کی اشاعت یہ سب کھیل محض سیاسی اغراض کے لئے کھیلے جارہے ہیں"!

عیسائی مشنوں کے متعلق یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اور اُن کی سرگرمیوں کی جو وجہ بتائی گئی ہے۔ وُہ بالکل درست ہے۔ بلا شُبہ عیسائی مشنری مغرب کی استعماریت کا مقدمۃ الجیش ہیں۔ اور اسی وجہ سے مغربی حکومتیں ان کی امداد میں بے شمار روپیہ صرف کرتی۔ ان کیلئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہونچاتی۔ اور انہیں ہر رنگ کی امداد دیتی ہیں۔ لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ عیسائی مشنری تو باوجود "دہریت اور بے دینی" کے "دنیا کو مسیحی نجات کا راستہ" بتانے کے لئے "سرفروشانہ مساعی" میں مصروف ہوں۔ اور محض اس لئے مصروف ہوں۔ کہ یوروپین حکومتوں کا استعماری جال پھیلائیں۔ اور اس قدر سرگرمی سے مصروف ہوں۔ کہ ہندوستان کے علماء کی "جمعیۃ" کے نزدیک بھی ان کی "تبلیغی جد وجہد کے محیر العقول کارنامے" "مسلمانوں کے لئے تازیانہ عبرت" ٹھہریں لیکن "فرزندان توحید اور علم بردارانِ تبلیغ" باوجود اس دعوٰے کے کہ وُہ خدا کے سچے دین کے حامل اور ان کی ہر حرکت و سکُون خدا کی منشاء اور اس کی شریعت کے ماتحت ہے۔ انہیں تبلیغ کا خیال تک پیدا نہ ہو۔

بلاشبہ ایک طرف تو عیسائی دُنیا کی" اس قدر بے دینی اور لامذہبیت اور دوسری جانب اشاعت تثلیث میں اس درجہ کا انہماک" حیرت انگیز ہے۔ لیکن یہ حیرت اس بات سے فوراً دُور ہو جاتی ہے۔ کہ "اس کی تہ میں استعماری اغراض پوشیدہ ہیں"۔ لیکن کیا "جمعیۃ العلماء" بتا سکتی ہے کہ ایک طرف تو "جمعیۃ العلماء" کے دینداری اور مذہبیت کے اتنے بلند بانگ دعوے اور دوسری جانب اشاعت اسلام میں اس درجہ غفلت اور کوتاہی اس پر جو حیرت پیدا ہوتی ہے۔ کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کوئی اور ہو سکتی ہے کہ عام مسلمانوں کو اسلام کی صداقت پر اتنا بھی یقین نہیں۔ جتنا یورپ کو مادیات کی نفع رسانی پر ہے۔ کیونکہ یورپ باوجود دہریت اور بے دینی میں سرتاپا غرق ہونے کے مادی فوائد اور اغراض کے حصُول کا ذریعہ اپنے مذہب کو سمجھتا۔ اور اس کے لئے اس قدر جد و جہد کر رہا ہے۔ جس سے "محیر العقول کارنامے" رونما ہو رہے ہیں۔ لیکن مسلمان کہلانے والے اپنے آپ کو "فرزندان توحید" کہتے ہوئے۔ اور "علم برداران تبلیغ" بتاتے ہوئے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ اور نہ کسی مسلمان کہلانے والی حکومت کو اتنی توفیق حاصل ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہو۔ ممکن ہے جمعیۃ العلماء والے اور دوسرے مسلمان اشاعت اسلام کے لئے کچھ نہ کر سکنے کے متعلق یہی عذر پیش کریں۔ کہ مغربی حکمرانوں نے عیسائی مشنوں کے لئے جس طرح اپنے خزانوں کے مونہہ کھول رکھے ہیں۔ اس طرح مسلمان حکمران نہیں کرتے۔ اور جب ان کی پشت پناہ کوئی حکومت نہیں۔ خرچ کرنے کے لئے ان کے پاس خزانے نہیں۔ تو کس طرح وُہ اشاعت اسلام کریں۔ اور کیونکر اپنے گھروں سے نکل کر خدا کے دین کی تبلیغ کے لئے دُور دراز پہونچیں۔

ہم جانتے ہیں۔ کہ جمعیۃ العلماء اور تمام دوسرے مسلمانوں کے پاس جو تبلیغ اسلام سے غافل ہیں۔ یہی سب سے بڑا عذر ہے لیکن ان کا یہ عذر عذرِ گناہ بدتر از گناہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اگر اس وقت باوجود کئی حکومتیں اسلامی حکومتیں کہلانے کے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ نہیں کر رہیں۔ تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ اس کا خمیازہ ان سے پہلی حکومتیں خُوب اچھی طرح بھگت چکی۔ اور یہ بھی بھگت رہی ہیں۔ لیکن اس سے وُہ لوگ کیونکر اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین سمجھتے۔ آپ کے دین کے محافظ کہلاتے۔ اور اپنا جینا مرنا اسلام کے لئے بتاتے ہیں۔ اسلام نے نہ پہلے حکومتوں اور سلطنتوں کے سہارے ترقی کی۔ اور نہ اب اس کا محتاج ہے۔ اس کے لئے نور ایمان سے منور سینہ اور حقیقت اسلام سے آگاہ قلب رکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ اور جو اس نعمت سے بہرہ اندوز ہو۔ وُہ نہ حکومتوں کی طرف دیکھتا ہے۔ نہ خزانوں کے کھُلنے پر نظر رکھتا ہے۔ بلکہ جو کچھ اس کی استطاعت اور مقدرت میں ہو۔ اس کے مطابق خدمت دین اور اشاعت اسلام کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اگر مسلمان اسی قدر ہمت اور کوشش اشاعت اسلام کے لئے صرف کر رہے ہوتے جو ان میں پائی جاتی ہے۔ اگر تبلیغ اسلام میں اسی قدر اموال خرچ کر رہے ہوتے جس قدر وُہ کر سکتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ اپنے فرض کی ادائگی میں مصروف ہیں۔ لیکن جبکہ وُہ کچھ بھی نہیں کر رہے ہیں اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام سے قطعاً غافل ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ نہ تو اسلام کی حقانیت اور صداقت پر انہیں یقین ہے۔ اور نہ دُنیا کی

نجات کا انحصار اسلام پر سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے اسی حالت کو پہونچ جانے کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنا وُہ موعُود مصلح بھیجا۔ جس کے آنے کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ اور جس نے باوجُود ساری دنیا کی مخالفت کے تھوڑے سے عرصہ میں ایک ایسی جماعت کھڑی کر دی۔ جو باوجُود نہایت قلیل تعداد ہونے کے اور باوجُود انتہائی بے سروسامانی کے اشاعتِ اسلام کے لئے ساری دُنیا میں وُہ کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ کون نہیں جانتا۔ کہ اس وقت جماعت احمدیہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تبلیغ اسلام کرنے کے علاوہ دُور دراز ممالک میں بھی اشاعت اسلام کا فرض انجام دے رہی ہے۔ افریقہ۔ یورپ اور امریکہ میں اس کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ اور ہزارہا نفوس ان کے ذریعہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آچکے ہیں۔ پس اگر دوسرے مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ وُہ نہ صرف خود صداقتِ اسلام کے متعلق حقیقی یقین اور ایمان حاصل کریں۔ بلکہ اشاعت اسلام کے مقدس اور اہم فرض کو بھی سرانجام دے سکیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہوں۔ کیونکہ اب اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔ کہ تمام روئے زمین پر اشاعت اسلام کی توفیق صرف اسی جماعت کو حاصل ہے۔ اور دوسرے مسلمان اس سے قطعاً محرُوم ہو چکے ہیں ؛؛

صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مضامین لکھنے کی دعوت

ایک مخلص بھائی نے یہ تحریک کی ہے۔ کہ "الفضل" کی طرف سے ہر مہینہ ایک عنوان مقرر کر کے احباب جماعت احمدیہ کو اس پر خامہ فرسائی کی دعوت دی جایا کرے۔ اور اس طرح موصول ہونے والے مضامین میں سے جو قابلِ اشاعت ہوں۔ انہیں اخبار میں درج کیا جائے۔ چونکہ یہ تحریک ہر پہلو سے نہایت مفید اور فیض بخش ہے۔ اور اگر احباب جماعت توجہ فرمائیں۔ تو اس طرح نہایت اعلےٰ قسم کے دلچسپ اور مفید مضامین حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ رمضان المبارک میں احباب صداقت مسیح موعُود علیہ السلام پر خامہ فرسائی کریں۔ اور عید سے پہلے پہلے اپنے مضامین دفتر الفضل میں بھیجکر ممنون فرمائیں ؛؛

یہ موضوع جس قدر ضروری اور اہم ہے۔ اسی قدر ہر احمدی کے لئے اس پر لکھنا آسان بھی ہے۔ کیونکہ ہر احمدی بفضل خدا صداقت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ثبوت ہے۔ تاہم احباب کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ (۱) قرآن کریم کی آیات (۲) رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث (۳) بزرگان دین کی تحریرات (۴) صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات (۵) مخالفین کے اعتراضات (۶) دُشمنوں کے عبرت ناک حالات (۷) واقعات حاضرہ کے تاثرات وغیرہ میں سے کوئی چیز مدنظر رکھ کر مضامین لکھے جائیں اور پُوری کوشش اور سعی کے ساتھ لکھے جائیں ؛؛

اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہم کسی قسم کے مادی انعام کا اعلان کرنا قطعاً ناموزُوں سمجھتے ہیں۔ اور اس کا اجر خدا تعالےٰ سے حاصل ہونے کی امید دلاتے ہُوئے احباب کرام کے اس اخلاص اور محبت سے جو انہیں حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس سے ہے۔ اور اس فرض کے لحاظ سے جو دُنیا کے سامنے صداقت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنے کے متعلق ان پر عائد ہوتا ہے۔ امید رکھتے ہیں۔ کہ وُہ ضرور اس گزارش کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ اور صداقت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو پہلو بھی انہیں مرغوب اور مُوثر معلُوم ہوگا۔ اس پر مضمُون لکھ کر ارسال فرمائیں گے ؛؛

رمضان المبارک کی مقدس گھڑیوں میں جو مضامین لکھے جائیں گے وُہ انشاء اللہ اپنے اثر اور فیض کے لحاظ سے خاص خصوصیت رکھیں گے پس احباب کرام اور بزرگانِ سلسلہ رمضان المبارک کے دوران میں جس وقت چاہیں۔ مضامین ارسال فرما دیں۔ لیکن تمام مضامین عید سے پہلے پہلے آجانے چاہئیں ؛؛

پریس بل کا التوار

ان دنوں انقلاب پسندوں کی طرف سے قتل وخونریزی کے جو واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ان کی بہت بڑی ذمہ واری یا توان لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے تشدد پسندوں کی اپنی تقریروں میں تعریف و توصیف کی۔ یا ان اخبارات پر جنہوں نے عدم تشدد اور سول نافرمانی کی تحریک کے نام پر بزدلانہ اور لرزہ خیز قتل کرنے والوں کو ہیرو قرار دیا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب تک ان باتوں کا انسداد نہ ہو۔ اس وقت تک تشدد کو روکنے کے لئے کوئی تجویز کارگر نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے اسمبلی کے تازہ اجلاس میں حکومت پریس اور ترغیب مجرمانہ کے بل پیش کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مختلف پارٹیوں کی طرف سے یہ کہنے سے کہ ایسے مرحلہ پر جبکہ وزیر اعظم نہایت اہم اعلان کر رہے ہیں۔ اس قسم کے بلوں سے ہندوستان اور انگلستان کے روشن دماغ اصحاب کی امیدیں پامال ہو جائیں گی۔ یہ بل ملتوی کر دیئے گئے۔ اب جبکہ وزیر اعظم کا اعلان شائع ہو چکا ہے۔ اور جسے ہر طرف سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ تشدد کے واقعات اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کی حوصلہ افزائی قطعاً بند ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ حکومت کو کوئی سخت گیر قانون نافذ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ کیونکہ ایسے قوانین اصل مجرموں کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی بہت کچھ تکلیف اور مصیبت کا موجب ہوتے۔ اور قومی ترقی کو بہت پیچھے ڈال دیتے ہیں ؛؛

ہندوؤں کی ہندی دانی

آریہ سماج نے مردم شماری کے سلسلہ میں جو گمراہ کن فارم اپنے خاص غرض کی تکمیل کے لئے شائع کیا ہے۔ اس کا ذکر ایک گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے اس میں تمام ہندوؤں کو یہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وُہ اپنے آپ کو "ہندی پڑھا ہُوا" لکھائیں ؛؛

ہم نے اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھا تھا۔ یہ بات قطعی غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ کہ سارے کے سارے ہندُو ہندی پڑھے ہُوئے ہیں۔ ہندی جاننے والے بہت ہی کم ہندُو ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی تائید ایک ہندو اخبار کے تازہ بیان سے بھی ہوتی ہے چند روز ہوئے۔ آریہ اخبار ملاپ سے پریس آرڈیننس کے ماتحت ۵ ہزار کی ضمانت طلب کی گئی۔ اور "ملاپ" نے اپنے ناظرین کو یہ مشورہ دیا۔ کہ

"جتنے دن ملاپ غیر حاضر رہے۔ اتنے دن ہندی ملاپ سے اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں"

اس پر "پرتاپ (۲۱- جنوری)" نے لکھا:-

"یعنی اردُو ملاپ پڑھنے والے ۲۴- گھنٹوں کے اندر اندر ہندی زبان پڑھ لیں۔ کیونکہ اس کے بغیر وُہ ہندی اخبار کیسے پڑھینگے"

ہندُو اخباروں کے ناظرین کی اکثریت ہندو ہی ہوتی ہے اگر یہ لوگ بھی جو پڑھے لکھے کہلاتے ہیں۔ ہندی نہیں جانتے۔ تو دوسروں کا ہندی جاننا ظاہر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہندو اخبار دیہات کے جہلاء کو یہ ہدایت کر رہے ہیں۔ کہ مردم شماری کے کاغذات میں اپنے آپ کو "ہندی پڑھا ہُوا" لکھائیں۔ اگر محکمہ مردم شماری نے ہوشیاری سے کام نہ لیا۔ تو ہندُو اسی قسم کے خلاف واقعہ امور کے اندراج سے دریغ نہ کریں گے ؛؛

رُوئے زمین کے مسلمانوں پر آفات

ایک مشہور مضمون نگار مسلمانوں کی حالت زار کا مرثیہ پڑھتے ہُوئے لکھتے ہیں:-

"اس پچھلے زمانہ میں مسلمانوں پر کیا کیا نہیں گزری۔ کیسے کیسے اکابر اٹھالئے گئے۔ ہندوستان کے اندر اور ہندوستان کے باہر کیا کچھ جھیلنا نہیں پڑا انگریزوں نے رگیدا۔ ہندوؤں نے دبایا۔ ترکوں پر اتحادیوں کا نرغہ ہُوا۔ اشریفوں نے بغاوت کی۔ مدینہ کی بستی تباہ ہُوئی۔ مکہ لٹا۔ خلافت مٹی۔ افغانستان تہ وبالا ہُوا۔ عراق میں خاک اڑی۔ مصر کا سردار اٹھ گیا۔ شام میں آسمان رویا۔ فلسطین میں زمین تھرائی" (زمیندار ۲۳- جنوری)

یہ سب کچھ درست۔ بلکہ اصل حقیقت کا ایک شمہ ہے۔ لیکن کبھی کسی نے اس پر بھی غور کیا۔ کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ اور کیوں روئے زمین کے مسلمان دُنیا جہان کی آفات اور مصائب کا نشانہ بن رہے ہیں۔ بغفلت شعار اور تباہ حال مسلمانوں میں اگر فکر و تدبر کی کچھ بھی طاقت باقی ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے اس ارشاد میں اپنی تباہی و بربادی کا باعث پا سکتے ہیں۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ اللہ تعالےٰ کسی قوم سے اپنے سلوک میں تغیر نہیں کرتا۔ جب تک کوئی قوم اپنے نفوس میں تغیر نہ کرے۔ واذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہ۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو پھر کوئی کوشش اور تدبیر اس عذاب کو دور نہیں کر سکتی۔ وما لھم من دونہ من وال۔ اس کے دور ہونے کی ایک ہی صورت ہوتی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ خدا تعالےٰ کو ہی اپنا کارساز بنائیں۔ کاش مسلمان ان حقائق پر غور کر کے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں ؛؛

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا؟

مولوی محمد علی صاحب کی ”اپیل“ کی حقیقت

گذشتہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے ”برادران قادیان سے اپیل“ نامی ایک ٹریکٹ شایع کر کے اس کے شروع میں لکھا ہے

”ہمارا حق ہے۔ کہ آپ ہماری بات کو سنیں۔ اور اس پر غور کریں۔ اور مجھے اس سے بھی انکار نہیں۔ کہ آپ کا بھی ہم پر حق ہے۔ کہ ہم آپ کی بات کو سنیں۔ اور اس پر غور کریں“

پس اس حق کے مطابق جو مولوی صاحب نے بڑی مہربانی سے ہمیں دیا ہے۔ ان کی اپیل کے متعلق بعض باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ ان پر غور کر سکیں

غیر مبایعین کی ترقی کی حقیقت

مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

”آج خدا کے فضل سے اس ترقی کے علاوہ جو ہندوستان میں ہماری جماعت کو ملی ہے۔ دس بیرونی ممالک میں ہمارے ہاتھوں سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قائم ہو چکی ہے۔ . . . . یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے“

جناب مولوی صاحب کا یہ لکھنا ان لوگوں کے لئے تو کچھ قابل توجہ ہو سکتا ہے۔ جو حالات سے واقف نہ ہوں۔ لیکن جس شخص کو سلسلہ احمدیہ کے ہر دو فریق کے متعلق کچھ بھی واقفیت ہو گی۔ وہ یہ اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اوّل تو جماعت احمدیہ قادیان نے خدمت اسلام کا جو کام کیا ہے۔ وہ اس قدر زیادہ ہے۔ کہ پیغامی گروہ کا کام اس کے مقابلہ میں پیش ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہندوستان میں اہل پیغام کو بقول ان کے کوئی ترقی ملی ہے۔ تو اس سے بیسیوں گنا زیادہ ترقی ہماری جماعت کو حاصل ہو چکی ہے۔ اگر پیغامی ”مبلغین کی وساطت سے سینکڑوں اسلام میں داخل ہوئے“ تو احمدی مبلغین کے ذریعہ ہزاروں مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور غیر ممالک میں جو ہمارے مشن کام کر رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مولوی صاحب کا اپنے مشنوں کا ذکر کرنا ہی قابل تعجب ہے۔ شاید اس لئے لکھدیا ہو۔ کہ جماعت احمدیہ کے عام لوگوں کو اپنی کارگذاری دکھا سکیں۔ حالانکہ وہ اپنے بالمقابل ہندوستان میں ہی ان کی ترقی دیکھ کر ”بیرونی ممالک“ کا اندازہ کر سکتے ہیں ؂

غیر مبایعین کو اگر کچھ ترقی حاصل ہوئی ہے۔ تو صرف یہ کہ انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات سے انحراف کر کے ان لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشد ترین دشمن ہیں۔ پیغامیوں نے اور خصوصاً مولوی صاحب نے انہیں خوش کرنے کے لئے باوجود پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور ”پیغمبر“ تسلیم کرنے کے اب حضور علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر دیا۔ اور ان لوگوں سے کہا۔ ہم میں اور تم میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لینے میں تمہارا کیا حرج ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ مولوی صاحب نے اپنی کتاب ”النبوة فی الاسلام“ میں مجددوں کے نہ ماننے والوں کو فاسق لکھا تھا۔ وہ بھی اب نئے ایڈیشن سے نکال دیا ہے۔ اور ان کے مبلغین میں سے غالباً سب سے زیادہ عربی دان مولوی عصمت اللہ صاحب ہی ہوں گے۔ انہوں نے مناظرہ چندر کے منگو لہ میں (جہاں غیر مسلموں کی شہادت کے مطابق پیغامیوں کو شکست فاش ہوئی) کہا تھا۔ کہ ہم تو مرزا صاحب کو دوسرے پیروں کی طرح صرف ایک پیر مانتے ہیں۔ دبس جس سے غیر احمدی بہت خوش ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ کی نصرت کا دعوےٰ

پھر مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

”کیا ایک بے سرو سامانی کی حالت میں نکل کر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرتوں اور تائیدات کے بغیر یہ کام ہم کر سکتے تھے۔؟ یہی اللہ تعالےٰ کی نصرت اور معیت کا ہاتھ ہے“

حالانکہ مولوی صاحب اور ان کے رفقاء اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ وہ قادیان سے بے سرو سامانی کی حالت میں نہیں بلکہ اس لٹریچر کا جس کی اشاعت کا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ تمام سرمایہ یہیں سے لیکر گئے تھے۔ کیا قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت تھا۔ اور جس کے لئے مولوی صاحب معقول تنخواہ اور دوسرے اخراجات وصول کرتے رہے۔ اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ کیا کسی کی چیز کو اس حالت میں لے جانا۔ کہ وہ چشم پوشی سے کام لے۔ نصرت الٰہی کا ثبوت ہوا کرتا ہے۔ سنئے! اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے متعلق فرماتا ہے

اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون فی دين الله افواجاہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح آئے تو لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوتے ہیں۔ اب مولوی صاحب فرمائیں۔ کہ گروہ در گروہ لوگ جماعت احمدیہ قادیان کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ یا آپ کے ساتھ اور پھر آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ نصرت الٰہی کا ہاتھ آپکے ساتھ ہے۔ یا ہمارے ساتھ۔

مولوی صاحب اور ان کے رفقاء جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ غیر احمدیوں کو خوش کرنا چونکہ اب اپنا فرض اوّلین سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ وہی باتیں بیان کرتے ہیں۔ جن میں غیر احمدی انہیں داد دیں۔ چنانچہ اس ٹریکٹ میں بھی مولوی صاحب نے نبوت اور غیر احمدیوں کے کفر کے مسئلہ کو ہی اختلاف کی بناء قرار دیا ہے۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے خلافت کے مسئلہ پر کیوں بحث نہیں کرتے؟ کیوں حضور علیہ السلام کی جو اپنی اولاد کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ ان پر بحث نہیں کرتے؟ کیوں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی چھ سالہ خلافت کے حق یا باطل ہونے کے متعلق بحث نہیں کرتے؟ کیا اسکی یہ واضح اور بین وجہ نہیں ہے۔ کہ ان مسائل میں غیر احمدی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ آپ کو ہی غلطی خوردہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے منہ پھیرنے والا۔ اور چھ سال خلافت کی بیعت کر کے بعد میں انکار کرنے والا قرار دیں گے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ نبوت اور کفر اسلام کے مسئلہ میں آپ لوگوں کے پاس کوئی معقول بات ہے۔ اس میں بھی حضور علیہ السلام کی تحریرات آپ کی غلطی ظاہر کر رہی ہیں۔ لیکن ان میں آپ لوگوں کو ایک فائدہ ضرور ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت معاند بھی آپ کو فوراً سینہ سے لگانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یہی آپ کا مقصد ہے۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت

مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی صاحب لکھتے ہیں ”اوّل ہم میں اختلاف ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت کیا . . . . ہماری بحث اس بات میں نہیں۔ کہ حضرت صاحب نے لفظ نبی مجاز یا استعارہ کے لحاظ سے استعمال کیا ہو . . . اختلاف صرف اس بات میں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یا نہیں“ ظاہر ہے۔ کہ اب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق بھی اپنی ناکامی دیکھکر ایک اور پہلو بدلا ہے۔ اور کہتے ہیں بے شک حضور نے اپنے آپکو مجاز اور استعارہ کے رنگ میں (یعنی اس لحاظ سے کہ آپ بغیر شریعت کے نبی ہیں) نبی قرار دیا ہے لیکن ہمارا اختلاف اس بات میں ہے۔ کہ حضور نے یہ فرمایا ہے۔ یا نہیں کہ میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور اسی کے مطابق مولوی صاحب نے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صرف وہ حوالجات نقل کئے ہیں۔ جن میں ان کے خیال کے مطابق حضور نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔ لیکن اسکے متعلق نہ وہ امر قابل غور ہیں ؂

اوّل یہ کہ کیا ہر نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ یوں کہے۔ کہ میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ یا لفظ دعوےٰ استعمال کئے بغیر بھی وُہ مدعی نبوت سمجھا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب ہی بتائیں۔ کہ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر یا کم از کم جن کا قرآن کریم میں ہی ذکر ہے۔ ان کے متعلق وہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہ کہا ہو۔ کہ ہم نبی یا رسُول ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ یا ان میں سے ہر ایک کے الہام میں لفظ نبی ہونا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نبی ہوں۔ دعوےٰ نبوت کو ثابت کرتا ہے۔ اور انبیاءؑ کو جانے دیجئے۔ آپ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی قرآن کریم کی کوئی ایسی آیت بتائیں۔ جس میں آیا ہو کہ ادعی النبوۃ یعنی میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ مولانا! کیا یہی علم و معرفت کے خزانے ہیں۔ جن کو جناب نے بزعم خود تمام ممالک میں پھیلا دیا ہے۔ کس قدر افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب دوسرے انبیاءؑ کو بغیر یہ کہنے کے کہ ہم نبوت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان کے الہامات میں لفظ نبی اور ان کے فرمان کہ ہم نبی ہیں۔ کو دیکھکر نبی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ان دونوں امور کے بالوضاحت ہوتے ہوئے جن کا انہیں خود بھی اقرار ہے۔ آپ کی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔

پھر مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد اور مسیح موعود تو اب بھی مانتے ہیں۔ اسلئے کیا جہاں جہاں حضور نے اپنے آپ مجدد اور مسیح موعودؑ لکھا ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکالینگے۔ کہ آپ مجدد اور مسیح موعود نہیں۔ کیونکہ وہاں دعوٰی کا لفظ نہیں ہے

مولوی صاحب! اتنا تو غور فرمائیں۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مخالف علماء نے یہ لکھا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔ کہ "میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں" یا ان لوگوں نے حضور کے الہامات اور انبیاء کی خصوصیات اپنے متعلق ظاہر کرنے سے آپ کو مدعی نبوت قرار دیا تھا۔ یہ تو مولوی صاحب کا دعوےٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ باوجود دعوےٰ کا لفظ استعمال نہ کرنے کے بھی کوئی شخص مدعی نبوت ہو سکتا ہے۔

امر دوم قابل ذکر یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ مدعی نبوت کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وُہ یہ کہے۔ کہ "میں نبوت کا دعوٰی کرتا ہوں" پھر بھی جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں حضور کے وہی الفاظ مل جاتے ہیں۔ جن کا مطالبہ اہل پیغام کے امیر صاحب نے کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسُول اور نبی ہیں۔ در اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اُسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسُوخ کرے۔ اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر اسی موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

"آپ کو سمجھانا تو یہ چاہئے تھا۔ کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وُہ مردہ ہے۔" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں یہ فرمایا کہ "ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسُول ہیں" وہاں یہ فرماکر کہ "پس ہم نبی ہیں" یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ "ہم نبی ہیں" اور "ہمارا دعوٰی ہے۔ کہ ہم نبی ہیں" دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

پھر حضور اپنے اس خط میں جو ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو ایڈیٹر اخبار عام کی طرف لکھا۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہُوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہُوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہُوں۔ اور شریعت اسلام کو منسُوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعوٰی نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوٰی نہیں۔"

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضور نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ ہاں اس قسم کی نبوت کا دعوٰی نہیں۔ جس سے آپ کو اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس سے علیحدہ کلمہ اور قبلہ بنانا ضروری ہے۔ بہر حال یہ ثابت ہے۔ کہ آپ نے ایک قسم کی نبوت کا دعوٰی کیا۔ تبھی تو اس۔ کی مخالف دوسری قسم کی نبوت سے انکار کرتے ہُوئے فرماتے ہیں۔ "ایسا دعوٰی میرے نزدیک کفر ہے۔" معلوم ہوا۔ اس کے علاوہ اور قسم کی نبوت کا دعوٰی آپ کے لئے کفر نہیں۔ اور وہی آپ نے کیا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ آپ بغیر شریعت کے نبی ہیں۔

مولوی صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے بعض حوالجات اس لئے نقل کئے ہیں۔ کہ ان میں حضور نے فرمایا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعوٰی نہیں کرتا۔ اس کا جواب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ہی دیدیا ہے۔ کہ "اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہُوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں۔" پس ثابت ہوا۔ کہ آپ نے جہاں نبوت کے دعوٰی سے انکار کیا ہے۔ وہاں اس قسم (شریعت والی اور مستقل نبوت) سے انکار کیا ہے۔ دوسری قسم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے سے انکار نہیں کیا۔ وھو المقصود۔

اس کے علاوہ سراج منیر صٓ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے۔ کہ مرسل ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔ اے نادانوں! بھلا بتاؤ۔ کہ جو بھیجا گیا ہے۔ اس کو عربی میں مرسل یا رسُول ہی کہینگے۔ یا کچھ اور کہینگے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔"

اب غور فرمائیے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت و رسالت کا دعوٰی ہی مطلقاً نہ کیا تھا۔ تو حضور فرما دیتے۔ کہ میں نے تو کوئی دعوٰی ہی نہیں کیا۔ لیکن حضور نے دعوی نبوت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ حقیقی معنوں کی رُو سے (جو حضور نے خود ہی بتا دیئے) نبوت کے دعوٰی سے انکار مگر دوسرے معنوں کی رُو سے اقرار کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام نے بغیر صاحب شریعت نبی ہونے کے نبوۃ کا دعوٰی کیا ہے۔

مولوی صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں شریعت والی اور مستقل نبوت کے دعوٰی سے انکار کے حوالہ کے مقابلہ میں نبوت کے دعوےٰ کے متعلق بار بار لکھا ہے۔ کوئی حوالہ نہیں۔ کوئی حوالہ نہیں۔ کیا اب مذکورہ بالا حوالہ جات مل جانے پر وُہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لینگے۔

مولوی صاحب نے سراج منیر صٓ کا حوالہ نقل کیا ہے۔ جو یہ ہے۔

"یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں بیشک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وُہ بھی اپنے حقیقی معنوں میں اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وُہ علم ہے۔ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔"

مولوی صاحب نے "یہ وہ علم ہے۔ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔" پر لکیر کھینچکر لکھا ہے "گیا نبوت کا دعوٰی آپ کی طرف منسُوب کرکے ایک طرف خدا کے حکم کو غلط قرار دینگے۔ اور دوسری طرف خدا کے علم کو غلط قرار دینگے۔" حالانکہ حقیقی نبی کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی صفحہ پر صاحب شریعت کے کر دیئے ہیں۔ پس حضور کو بے شک یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صحیح علم دیا گیا ہے۔ کہ آپ شریعت والے نبی نہیں ہیں

اور ہم باوجود حضور کی طرف غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ منسوب کرنے کے خدا تعالےٰ کے علم کو غلط نہیں۔ بلکہ صحیح قرار دینے والے ہیں۔ باقی ہم خدا تعالیٰ کے حکم کو غلط قرار دینے والے بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ حضور نے جو فرمایا تھا۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا"

اس کے متعلق آپنے ایک غلطی کا ازالہ میں تشریح کر دی کہ نبوت کے انکار سے میرا یہ مطلب تھا۔ کہ میرا شریعت والی نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ اس نبوت کا دعویٰ ہے۔ جو اس کے مقابل غیر تشریعی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا حکم اس کے علم کی طرح صحیح اور درست ہے۔

انکار نبوّت

مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے خلاف ایک عجیب دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر نبی ہونے کے باوجود وہ نبوت کا انکار کرتے رہے۔ جیسے جناب میاں صاحب کا خیال ہے۔ تو یہ بھی یقینی کفر ہے۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کیونکہ انکار نبوت عمداً ہو یا غلطی سے آپکے نزدیک بھی کفر ہے"

غور کرنے کا مقام ہے۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے نبی ہونے سے انکار کرنا (نعوذ باللہ) کفر ہے۔ تو حضور نے جب یہ لکھا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اور پھر خود ایک وقت تک رسمی عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح ؑ کا زندہ ہونا تسلیم کرتے رہے۔ کیا یہ بھی مولوی صاحب کے نزدیک (نعوذ باللہ) حضور کا شرک ہوگا؟

اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو باوجود ان کے فوت شدہ ہونے کے پوری حقیقت کھلنے سے پہلے آپکا زندہ ماننا شرک نہیں۔ تو باوجود حضور کے نبی ہونے کے ایک وقت تک اپنے آپ کو نبی نہ کہنا بھی کفر نہیں ہے۔

رہا مولوی صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ

"نبی ہونے کے باوجود نبوت کا انکار کرتے رہے۔ جیسے جناب میاں صاحب کا خیال ہے"۔

بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تو یہ ثابت کیا ہے۔ کہ نبوت کے مفہوم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے ہی انکار نہیں کیا۔ ہاں نبوت کی تعریف اپنے پر صادق آنے کے باوجود ۱۹۰۱ء تک اپنے نبی ہونے کی تاویل فرماتے رہے۔ جیسے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر سے ثابت ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

مسئلہ کفر

مولوی صاحب نے دوسرا اختلافی مسئلہ۔ مسئلہ کفر لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ کہ "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اور ہمیں مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کہ "حضرت صاحب کے ان صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے۔ آپ کس طرح یہ عقیدہ رکھ سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

لیکن تریاق القلوب کے اسی حوالہ کا خود جو حضور علیہ السلام نے حل کیا ہے۔ نہ تو وہ مولوی صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور نہ ہی اسے مدنظر رکھ کر ہمیں مخاطب کیا ہے۔ میں اس جگہ اپنی طرف سے کوئی جواب دینے کی بجائے۔ وہی نقل کر دیتا ہوں۔ اُمید ہے۔ کہ مولوی صاحب توجہ فرمائیں گے۔

ایک شخص منشی برہان الحق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدیں الفاظ سوال کیا۔ "عبدالحکیم کو آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا"

اس کا جواب حضور ان الفاظ میں دیتے ہیں

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر میں مفتری نہیں۔ اور مومن ہوں۔ تو وہ میری تکفیر اور تکذیب کے بعد کافر ہوئے۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اب دیکھئے یہاں مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالہ اور اس کے مخالف حوالہ کو لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کی تصدیق و تائید کی ہے۔ کہ میرے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ کیونکہ مجھے جو قبول نہیں کرتا۔ وہ مجھے مفتری سمجھتا ہے۔ پس جب خود حضور نے تریاق القلوب کی عبارت کو نہ ماننے والوں کے عدم کفر پر محمول نہیں کیا۔ تو مولوی صاحب کا کیا حق ہے۔ کہ آپ کے صریح فرمودہ کے خلاف تریاق القلوب کے حوالہ کا مفہوم پیش کریں۔

باقی مولوی صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ "جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"؟ اس کا جواب بھی حضور علیہ السلام نے خود دیدیا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پر فرمایا ہے "کفر دو قسم پر ہے۔ اوّل یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں"

اس کے بعد صفحہ ۱۸۰ پر فرماتے ہیں:۔

"جس پر خدا تعالےٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب و منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں ہوگا"۔

غور کرنا چاہیئے۔ کہ مولوی صاحب جو الزام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ پر لگاتے ہیں۔ اس کی زد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑتی ہے۔ کیونکہ ہم تو حضور کی اتباع میں ہی یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ جو ماننے والا نہیں ہے۔ وہ مومن نہیں۔ بلکہ اس پر منکر اور کافر کا ہی لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ بعض وجوہ کی بنا پر خدا تعالےٰ کے نزدیک قابل مواخذہ نہ ہو۔ لیکن مولوی صاحب کا عقیدہ تو قابل مواخذہ ہونے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ لکھتے ہیں:۔

فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجدد اور مسیح امت کو رد کرنا۔ یا اس کی مخالفت کرنا۔ قابل مواخذہ ضرور ہے۔ بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا۔ اور خاموشی سے الگ بیٹھے رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عند اللہ قابل مواخذہ ہے"۔

(مسیح موعود اور ختم نبوت صفحہ ۱)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود کافر نام رکھنے کے فرماتے ہیں۔ کہ جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ وہ مکذب اور منکر تو ہے۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

خاکسار

محمد یار مولوی فاضل قادیان

گول میز کانفرنس میں وزیر اعظم کی تقریر

ہندوستان کو حکومت خود اختیاری تک پہونچانیکی کوشش

فرقہ وار اختلافات کا فیصلہ اہل ہند کو خود کرنا چاہئے

۱۹ جنوری کو گول میز کانفرنس کا کھلا اجلاس وزیر اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ پہلے حسب ذیل اصحاب کو پانچ پانچ منٹ تقریر کرنے کے لئے وقت دیا۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ۔ مسٹر سورائن۔ لارڈ پیل۔ لارڈ ریڈنگ۔ ڈاکٹر سپرو۔ مہاراجہ بڑودہ۔ چودہری ظفر اللہ خان۔ مسٹر راما سوامی مدالیار۔ اس کے بعد اپنی تقریر شروع کی جس کا ایک حصہ حسب ذیل ہے:۔ (ایڈیٹر)

والیان ریاست ہائے ہند معزز خواتین۔ اور حضرات۔ آج ہم کانفرنس کے آخری حصے کو تکمیل پر پہونچانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ یقین کیجئے۔ کہ میرے دل میں عمر بھر کسی اجلاس کی صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے اس قدر فخر و مسرت کے جذبات پیدا نہیں ہوئے۔ جس قدر آپ کی کانفرنس کی صدارت میں پیدا ہوتے ہیں۔ جب میں نے کانفرنس کی کارروائی کے پہلے حصے کے اخیر میں آپ کے سامنے تقریر کی تھی۔ تو آپ کو یقین دلایا تھا۔ کہ آپ ہمارے رفقائے کار کی حیثیت سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور آپ کو ہیں درجہ حکومت کے متعلق کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ اس کانفرنس کے متعلق میرا اور پارلیمنٹ میں میرے رفقاء کا تصور یہ تھا۔ کہ آپ ہندوستان سے ہم لوگوں کے پاس جو برطانیہ کی مجلس وضع قوانین (پارلیمنٹ) کے نمائندے ہیں۔ محض اس غرض سے آئے ہیں۔ کہ ہندوستان کی حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کے متعلق آپس میں بیٹھ کر مشورہ کریں۔ (اظہار مسرت)

مہمان نوازی اور مساوات

میرا خیال ہے۔ کہ میں نے بالکل صحیح کہا تھا۔ خواہ آپ کو کانفرنس کے کام سے مایوسی ہوئی ہو۔ یا مسرت۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اب آپ ہندوستان پہونچ کر اپنے ہموطنوں سے یہی کہینگے۔ کہ "برطانوی مندوبین نے ہمارے ساتھ مہمان نوازی اور مساوات کے اصول پر گفت و شنید کی ہے۔ ہم نے اپنے مسائل ان کے سامنے پیش کر دیئے۔ اور انہوں نے ہمیں مطمئن کرنے کی خواہش اور آمادگی کے ساتھ ان مسائل کو سُنا۔ انہوں نے بھی اپنے خیالات ہمارے سامنے پیش کئے۔ اور ہم آپ حضرات کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ان کے (مندوبین برطانیہ کے) خیالات بہت وقیع ہیں۔ ادارات کو چلانے کے متعلق ان کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ اور ہندوستان کے مخصوص حالات کے متعلق اتنی واقفیت ہے۔ کہ ہمارے اور ان کے درمیان یقیناً کوئی نہ کوئی تصفیہ ہو جائے گا۔

دونوں کا رویہ مشروط ہے

بحالات موجودہ ہم جتنا آگے بڑھ سکتے تھے۔ بڑھ چکے ہیں۔ آپ کو اب ہندوستان واپس جانا ہے۔ ہمیں بھی اپنے ملک کی رائے عامہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ آپ نے یہاں جو کچھ کہا ہے۔ وہ اس امر سے مشروط ہے۔ کہ اس پر دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے۔ اور اس رجعت اور اس ردعمل کو مدنظر رکھکر کہا ہے۔ جو آپ کے کام کے متعلق آپ کے ملک کی رائے عامہ میں پیدا ہوگا۔ عین اسی طرح حکومت برطانیہ اور پارلیمنٹ کے مندوبین نے بھی مشروط طریق سے گفتگو کی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ہمیں بھی اپنی رائے عامہ کا سامنا کرنا ہے۔ ہم کو بھی تشریح و تصریح اور جواب و دفاع سے کام لینا ہے۔ ہمیں آپ کے فیصلوں کی حمایت ڈٹ کر کرنی ہے۔ اور اپنے ہموطنوں کو اس عظیم الشان کام میں اپنے ساتھ لینے کی کوشش کرنی ہے۔

آزادی ہند کے لئے بیشمار وعدے

ہم اس سے پہلے کیا کرتے رہے ہیں۔ ہندوستان سے وعدے پر وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ اس پر برطانوی راج ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہیگا۔ ہم نے آپ کو تعلیم حاصل کرنے کی سہولتیں کس لئے دیں؟ ہم نے وہ کتب درسی آپ کے ہاتھوں میں کیوں دیں۔ جن سے ہم نے خود سیاسی شعور حاصل کیا تھا؟ اگر ہمارا مدعا یہ ہوتا کہ ہندوستان کے عوام ساکن و جامد اور ہماری حکومت سے مغلوب رہیں۔ تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ ہمارے شہنشاہوں اور ہماری شہنشاہ بیگموں نے آپ سے وعدے کئے تھے۔ ہمارے وائسرائوں نے آپ کو قول کیوں دیئے تھے۔ ہماری پارلیمنٹ نے آپ سے پیمان کیوں کئے تھے۔ منٹو مارلے کی جو اصلاحات رائج ہوئی تھیں۔ ان میں حکومت کی مشینری کے علاوہ آئندہ ترقی پر اقدام کا وعدہ کیوں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مناسب وقت گذرنے پر مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحات دی گئیں۔ تو ان میں ایک دستور حکومت کی تدوین کے علاوہ یہ وعدہ کیوں کیا گیا تھا۔ کہ ان اصلاحات کے بعد کچھ اور بھی ملیگا۔

سائمن کمیشن کا تقرر

سائمن کمیشن کے تقرر کی وجہ بھی صرف یہ نہ تھی۔ کہ اس وقت کی حکومت کچھ تغیر و تبدل کی خواہاں تھی۔ اس کے تقرر کی وجہ یہ تھی۔ کہ مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحات میں اس کا ضمنی وعدہ کیا گیا تھا۔ اگر گذشتہ دس ہفتے کے دوران میں ہم نے آپ سے محض رجعت پسندانہ مذاکرات کئے ہوتے۔ تو گویا ہم ان تمام وعدوں کے توڑنے کے مجرم ہوتے۔ جو ہماری حکومت نے ہندوستان سے کر رکھے ہیں۔ میں نہایت زور سے کہونگا۔ کہ سائمن کمیشن نے وہ کام کیا ہے۔ جو نہایت اہم، نہایت نمایاں اور نہایت ضروری تھا۔ آپ اس کی آراء سے متفق ہوں۔ یا نہ ہوں۔ لیکن یہ آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ اگر سائمن کمیشن مقرر نہ ہوتا۔ اور ان ابواب کو کھول نہ دیتا جو اب تک مسدود تھے۔ اور ان کانوں کو شنوا نہ کر دیتا۔ جو اب تک بہرے تھے۔ تو آپ ہمارے ساتھ مذاکرات کر کے ہرگز ان نتائج پر نہ پہونچتے جن پر ہم آج پہونچ چکے ہیں۔ سائمن کمیشن کے ارکان نے ہندوستان کے لئے جس قدر محنت کی ہے۔ ان کے شکریہ سے ہندوستان کبھی عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ کمیشن مقرر ہوا تھا۔ ہم سب (یعنی پارلیمنٹ کی تینوں جماعتوں کے ارکان) اس امر پر متفق تھے۔ کہ جب برطانوی حکومت اس کمیشن کی روئداد پر غور کرنا چاہیگی۔ یا اس کو دنیائے الفاظ سے ایک قانونی اور آئینی نظام میں منتقل کرنے بیٹھے گی۔ تو برطانوی مندوبین اور ہندوستان کی رائے عامہ کے نمائندوں کے درمیان بحث و مشورہ کی ضرورت یقیناً پیش آئیگی۔ چنانچہ اسی متفقہ احساس کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ اس وقت یہاں جمع ہیں۔

کانگریس کی عدم شرکت پر افسوس

مجھے بے انتہا افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کی سیاسی سرگرمیوں کے اہم طبقات اس کانفرنس میں شامل نہیں ہوئے۔ میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جن کو آپ بھی اور میرے رفقائے کار بھی بائیں طرف بیٹھنے والے (یعنی انتہا پسند) سیاستدانوں میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ میرے ہندوستانی دوستو! یقین کرنا کہ دائیں بائیں اور درمیانے درجے پر کچھ موقوف نہیں۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اقوام کے درمیان منافرت پیدا کرتا ہے۔ وہ دنیا میں حریت و آزادی کا حامی نہیں بن سکتا۔ جو شخص شبہات پھیلاتا ہے۔ جو شخص تعاون کو مشکل بنا دیتا ہے۔ وہ ہرگز ان خیر خواہان عالم میں سے نہیں ہے۔ جن کی آج اس مصیبت زدہ دنیا کو بے حد ضرورت ہے۔ گذشتہ دس ہفتوں میں ہم نے اور آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ اگر اس سے نوجوانان ہند کے جذبات عالیہ بیدار ہوتے ہیں۔ اگر ان میں مسائل عملی کی طرف توجہ کرنے کا میلان پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر

وہ عقل و دلیل سے حصول مقصد کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ تو پھر میرا دعویٰ قطعاً ناقابل تردید ہے۔ اور میں اسے معرض بحث و تمحیص میں لانے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ اگر ہمارے اس کام کا نتیجہ ایسا ہی ہو۔ تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ہم نے قومیت ہند کے نشوو ارتقائے سیاسی میں بے حد نمایاں خدمت انجام دی ہے۔

ہم ہندوؤں کے حامی نہیں

ہر شخص کو دیانت داری کے ساتھ اعتراف کرنا چاہئے۔ کہ بعض اوقات ہمارے راستے میں رکاوٹیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً فرقہ وار معاملات کی مشکلات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس قسم کے معاملات میں حکومت برطانیہ کی بڑی سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کہ آپ کو اپنے معاملات طے کرنے کے لئے چھوڑ دے۔ ہم ہندوؤں کے حامی نہیں۔ ہم کسی کے بھی حامی نہیں۔ ہمارے دل میں اگر کوئی خواہش ہے۔ تو محض یہ ہے۔ کہ ہندوستان کا اتحاد قائم رہے۔ فرقہ وار اختلاف سے بھی بڑھکر ہمیں اتحاد کے اس ولولہ انگیز رابطے کا خیال ہے جس کے گیت ہندوستان کے بڑے بڑے شعرا گاتے رہے ہیں۔ اور جس کی تعلیم ہندوستان کے بڑے بڑے فلاسفر اور بڑے بڑے معلم دیتے رہے ہیں۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ حکومت برطانیہ آپ کے اختلافات کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرنیکی خواہاں نہیں۔ بلکہ اس کا طریق عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم ایک لحاظ سے آپکے ساتھ قرابت کا رشتہ پیدا کر چکے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ نے ہماری تقدیروں کو باہم ملا دیا ہے۔ یہ چیز ہماری پسند کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یا آپ کی پسند کی وجہ سے۔ لیکن بہر حال موجود ہے۔ ہماری بڑی سے بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ ہم اس اتحاد کو آپ کی مشکلات کے ازالے اور آپ کے راستے کی صفائی کے لئے استعمال کریں۔ اور آپ کو اندرونی حیثیت سے متحد کر دیں۔

باہم سمجھوتہ کرو

چند لمحوں میں مَیں اقلیتوں کے متعلق دوبارہ ذکر کرونگا۔ لیکن میں بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہوں۔ اور میرے رفقاء کا بھی یہی خیال ہے۔ کہ اس کانفرنس کی تقریب میں پبلک جلسوں یا پرائیویٹ صحبتوں میں جو مکالمے اور مذاکرے ہوئے۔ ان سے آپ کے اختلافات کی خلیج کی پہنائی کم ہو گئی ہے۔ جو لوگ محسوس کر رہے تھے۔ کہ انہیں اپنی اپنی قوم کے ساتھ کامل وفاداری کا ثبوت دینا چاہئے۔ اس بات پر رنجیدہ تھے۔ کہ آپس میں متحد نہ ہو سکے۔ آج ان سب کے دل میں اتحاد کا نیا جذبہ کارفرما ہے۔ اور جو گفتگوئیں ہونے والی ہیں۔ امید ہے۔ کہ ان میں یہ جذبہ زیادہ بہتر طریق پر کارفرما ہوگا۔

جداگانہ تحفظات

میرے دوستو! مجھے یقین ہے۔ کہ آپ خود فرقہ وار اختلافات کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ باہر سے نافذ کی ہوئی مفاہمت آپ کے دستور اساسی کو غیر ممکن العمل بنا دیگی۔ مجھے سیاسی اصلاحات اور سیاسی تحفظات کی ماہیت کا جو تجربہ ہے۔ اس کی بناء پر میں دو ایک باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ دستور اساسی کی تعمیر میں ہمیں بعض ناگوار باتوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تحفظات کا لفظ سیاسیات میں استعمال کیا جائے۔ یا اقتصادیات میں میرے دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ میں اس لفظ سے سخت متنفر ہوں۔ میں اس لفظ کو پسند نہیں کرتا۔ یہ بڑا مکروہ لفظ ہے۔ اس لفظ سے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معانی و متعلقات مستحسن معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن ہمیں اس پر عام نقطہ نگاہ سے غور کرنا چاہئے۔ جن تحفظات کی تجویز کی گئی ہے۔ وُہ تین حصوں میں منقسم ہو سکتے ہیں۔

گورنروں کے اختیارات خصوصی

پہلا حصہ ان تحفظات کا ہے۔ جو خاص اختیارات کی صورت میں کسی خاص شخص یعنی گورنر یا گورنر جنرل یا ملک معظم یا کسی اور کے حوالے کئے جائینگے۔ یہ تحفظات شرق و غرب کے ہر آزادانہ دستور میں موجود ہیں۔ یہ ان اختیارات خصوصی سے تعلق رکھتے ہیں جو کسی ہیئت حاکمہ کی طرف سے اس موقعہ پر استعمال کئے جانے چاہئیں۔ جب حکمرانی کے عام قواعد و ضوابط معطل ہو جائیں۔ میرے ہندوستانی دوستو! آپ ان اختیارات کی نسبت خواہ کچھ کہیں۔ لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی بیرونی طاقت کے مشورے اور امداد کے بغیر بھی اپنا دستور مرتب کرتے۔ تو اس قسم کے تحفظات کو شامل کئے بغیر آپ کا دستور مکمل نہ ہو سکتا۔

مالی معاملات کا مسئلہ

تحفظات کی دوسری قسم دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ان تحفظات پر مشتمل ہے۔ جو وزیر ہند یا حکومت برطانیہ یا تاج برطانیہ کے نزدیک ضروری ہیں۔ اور ان معاملات سے تعلق رکھتے ہیں جن کے لئے ہم ازروئے معاہدات و مواثیق آپ کی جانب سے ذمہ داری قبول کر چکے ہیں۔ اور یہ ذمہ داری جدید دستور میں بھی اسی طرح قائم رہیگی۔ جس طرح موجودہ دستور میں قائم ہے۔ اس ضمن میں مالیات اور موجودہ ملازمتوں کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے ہندوستان کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا کے سامنے اپنی ضمانتوں کی حیثیت واضح کی۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم آپ کے معاملات میں مداخلت کے خواہاں ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں۔ کہ ہم آپ سے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ اور محض یہ ہے۔ کہ اگر کسی کے دل میں شبہ ہو۔ کہ ہندوستان ان واجبات اور ذمہ واریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ تو ہندوستان کی اخلاقی ساکھ خراب ہو جائیگی۔ ہم ان تحفظات کو اسی وجہ سے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی اخلاقی حیثیت دنیا کی نظروں میں قائم رہے۔

ملازمتوں کا قضیہ

اب دوسرا حصہ آتا ہے۔ بعض ایسے معاملات ہیں۔ جو خالصتہً ہندوستانی نہیں۔ ان میں تبدیلی کے لئے وقت چاہئے۔ اس سے آپ خوفزدہ نہ ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ مدت مدید تک انتظار کر چکے ہیں لیکن جب آپ انتہائی تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کو وقت کے معاملے میں خست سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ جو تعمیر ٹھنڈے دل کے ساتھ آہستہ آہستہ پایۂ تکمیل کو پہونچائی جائیگی۔ (میں یہ نہیں کہتا۔ کہ غیر ضروری طور پر آہستہ آہستہ) وہ پائیدار اور محکم ہوگی۔ جلدی اور عجلت کی تعمیرات جلد خراب ہو جاتی ہیں۔ اور زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتیں۔

فرقہ وار مسائل

تحفظات کی تیسری قسم مختلف اقوام سے تعلق رکھتی ہے۔ اس باب میں مَیں آپ سے جو کچھ بارہا کہہ چکا ہوں۔ اسے پھر دہراتا ہوں۔ اگر آپ اپنے اپنے تحفظات کا خود بندوبست نہ کر سکیں گے۔ اور آپ میں مفاہمت نہ ہو سکیگی۔ تو حکومت کو اس سلسلہ میں ضروری امور کا انتظام کرنا پڑے گا۔ لیکن اس بات کو یاد رکھئے۔ کہ بہترین مفاہمت وہی ہوگی۔ جس کا آپ خود فیصلہ کریں گے۔ آپ یہاں سے جا رہے ہیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے۔ کہ جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں۔ اسے آپ کا آخری قول سمجھا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ نے ابھی تک آخری بات نہیں کہی۔

ایک خطرہ

ہندوستان کے دستور اساسی میں ہر چھوٹی بڑی قوم کے لئے تحفظ کا انتظام ضروری ہے۔ دستور کے محض اصول ہی نہیں بلکہ ان کے مضامین اور ان کی تفصیلات میں ایسی مفاہمت کا انتظام ضروری ہے۔ جو اس اصول کے مطابق ہو۔ میرے ہندوستانی دوستو! کیا آپ اس بات کو پسند کرینگے۔ کہ یہ چیزیں آپ کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ اور باہر کی کوئی طاقت ان امور کا فیصلہ کرے۔ جن میں آپ ناکام رہ چکے ہوں۔ ان تحفظات میں ایک خطرہ مضمر ہے۔ جسے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ دستور کے عمل میں وُہ بے حد اہم حیثیت رکھتا ہے۔ جب وائسرائے یا گورنر کو اپنے اختیارات محفوظ کے استعمال کی اجازت دینا وزراء کے لئے غیر ہردلعزیزی کا باعث ہونے لگے۔ تو اس وقت ذمہ دار وزراء کو یہ نہیں چاہئے۔ کہ اپنی ذمہ داری کا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر اپنے آپ کو محفوظ و مصئون کرنے کی کوشش کریں ؁

الفضل:۔ وزیر اعظم کی تقریر کا دوسرا حصہ جس میں ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق کا ذکر ہے۔ اگلے پرچہ میں درج کیا جائیگا۔ اور اس بارے میں اپنے خیالات بھی اسی پرچہ میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ ؁

سکنی اراضی کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

اس سال معمول سے زیادہ رعایت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور رعایت کی میعاد بھی بڑھا دی گئی ہے۔ یہ رعایت ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء تک رہیگی۔ محلہ دار البرکات (بالمقابل ریلوے اسٹیشن) اور محلہ دار الرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اصل قیمت دار البرکات میں برلب سڑک کلاں یعنی بازار ریلوے روڈ صہ ۲۵/ فی مرلہ اور اندرون محلہ صہ ۱۵/ اور عہ ۲/ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب صہ ۱۲/ اور عہ ۱/ اور صہ ۸/ فی مرلہ کر دی گئی ہے۔ محلہ دار الرحمت میں اصل قیمت صہ ۲۵/ فی مرلہ برلب سڑک کلاں اور اندرون محلہ عہ ۱/ اور صہ ۱۲/ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب عہ ۲/ اور صہ ۸/ اور صہ ۱۵/ کر دی گئی ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ ابھی سے آرڈر بھیج دیں۔ کیونکہ بہت تھوڑے قطعات قابل فروخت ہیں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ یہ رعایت صرف نقد اور یکمشت قیمت ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔ والسلام

خاکسار: میرزا بشیر احمد قادیان

ڈاکٹری اور طبی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین وامریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطبا کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کیلئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہو گا۔ افادہ عوام کے لئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ کند ہونا۔ جبڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھول جانا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو۔ گوشت خوردہ ان سب امراض کیلئے منجن محافظ دندان بیحد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ...

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

باجلاس میاں عبد المجید خانصاحب

عدالتی بہادر ڈلوال ریاست کپورتھلہ

فرم سوسو چوہدری قادر بخش شیخ عبد اللہ ساکن سانگلہ ہل۔ ضلع شیخوپورہ بذریعہ شیخ عبد اللہ حصہ دار کارکن فرم۔ مدعیان

بنام ۱۔ نور الٰہی ولد رحمت اللہ قوم ارائیں ساکن چکوڑی تحصیل بھولتھ۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۸۱۷ بابت پرنوٹ

بنام

مدعا علیہ

خلیف بیان مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ حاضری سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے تاریخ پیشی ۲۵ ماگھ سمت ۱۹۸۷ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۱ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جوابدہی کریں۔ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کاروائی ضابطہ کی جلوے گی۔ محررہ ۷ ماگھ سمت ۱۹۸۷

دستخط حاکم

وصیت نمبر ۳۱۸۶

میں قاضی محمد علی ولد قاضی محمد جی قوم افغان پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۱۷ء ساکن نوشہرہ کلاں ڈاکخانہ نوشہرہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور :۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اندازاً ... کنال اراضی ایک مکان ایک دوکان تجارتی ... کلاہ جس کی کل مالیت قریباً تین ہزار ہے لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت قریباً صہ ۳/ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصے کی مالکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

العبد :۔ محمد علی

گواہ شد :۔ خواص خان کلرک مردان

گواہ شد :۔ محمد یوسف اپیل نویس امیر جماعت احمدیہ مردان

حضرت حکیم الامتہ خلیفۃ المسیح اول رض کے خاندان میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

اس لیے آپ کو بھی یہی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت حکیم الامتہ نورالدین رضؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور گکروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔"

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامتہ رضی اللہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپکو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک :۔

ایک اسی سالہ بزرگ پر اکسیر البدن کا حیرت انگیز اثر

جناب شیخ صالح محمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ

"میرے دادا صاحب جناب شیخ نورالدین گورنمنٹ پنشنر جن کی عمر ۸۰ سے تجاوز ہے۔ کچھ عرصہ سے درد اعضاء اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ ان کی خواہش پر انہیں آپ کی مشہور مقوی دوا اکسیر البدن کا استعمال کرایا گیا۔ آپ یہ سن کر خوش ہونگے کہ آپکی دوا سے انہیں بے حد فائدہ پہنچا۔ اب وہ مزید دوا کے خواہش مند ہیں۔ لہذا انہیں ایک شیشی اور بھیج کر مشکور فرماویں۔"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی وجسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی قیمتی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ اگر آپ ان سردیوں میں مقویات کے سرتاج یعنی اکسیر البدن کا استعمال کریں گے۔ تو یقیناً آپ اپنی صحت کا بیمہ کرالیں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ :۔

ایک تولہ موتی سرمہ اور سالم ماہ کی خوراک اکسیر البدن کے اکٹھے خریدار کو محصولڈاک معاف رہیگا :۔

ملنے کا پتہ :۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

گھڑیاں تجربہ شدہ

یورو مشین — ۱۵ جوئل — پائدار — گارنٹی شدہ

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے اپنی گھڑیوں کی بیحد تعریف سنی مزید تسلی کے لئے سنہ ۳۰ء کے خریداروں کے نام وتفصیل وہدایات ہم سے مفت طلب کریں۔ اور دیکھیں کہ ہم نے عام شبہات کو کس طرح مٹایا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیں :۔

- ۱ رسٹ واچ ۱۵ لائن سوٹی کلائی کی نکل کیس ۱۲ رولڈ گولڈ ۱۴
- ۲ ۱۰ لائن درمیانہ کلائی کی نکل ولہ چاندی ۱۳ ۱۵
- ۳ " " " " " " " " "
- ۴ جیبی ۱۶ دس جوئل کی ۹ ۱۵ جوئل کی ۱۲ چاندی ۱۳
- ۵ ٹائم پیس الارم عمدہ قسم قیمت درجہ بدرجہ ۶ ۱۲

المشتہر :۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یو۔پی

بے روزگاروں کو مژدہ

اگر آپ خوش حال ہونا چاہتے ہو۔ تو کٹ پیس یا امریکن گرم کوٹ کی پر منافعہ تجارت کریں۔ یا اپنی بیوی سے گھر پر کرائیں۔ دھوکہ سے بچو نرخ طلب کرو :۔

بزنس ہوم لمیٹڈ فورٹ کلکتہ

ضرورت روزگا

۱۹۲۲ء میں مینے لدھیانہ انجینیرنگ سکول سے سب اور سیر کلاس کا پاس کیا تھا۔ مختلف جگہوں میں ملازم رہا ہوں۔ محکمہ میں آٹھ سال کا تجربہ رکھتا ہوں۔ مستقل روزگار کی کوئی صورت نہیں بنی۔ بڑا عیالدار ہوں کوئی دوست میری دستگیری فرمائیں۔ اور عند اللہ ثواب عظیم کے مستحق ہوں :۔ خادم عبدالرشید احمدی معرفت بابو محمد ابراہیم فنز آرسنل راولپنڈی

نوٹس

جو لوگ لوئر باری دوآب نوآبادی میں دو تین یا چار فصلوں کی عارضی کاشت کے لئے خریف ۱۹۳۱ء سے زمین لینے کے خواہش مند ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ٹنڈروں کی آخری تاریخ ۱۵ فروری ۱۹۳۱ء ہے۔ تفصیلات کالونی آفس منٹگمری سے معلوم کی جاسکتی ہیں :۔

سیٹلمنٹ آفیسر راجباہ بیوال کی منٹگمری

تپ دق کا
مجرب سنیاسی نسخہ

عرصہ دراز سے ہزاروں مایوس بیماروں پر تجربہ کی ہوئی دوا ہے۔ حکماء ڈاکٹروں کے لاعلاج مریضوں کو دو ہفتہ میں انشاء اللہ مکمل صحت ہوگی قیمت یعنی لاگت دوائی فی شیشی پانچ روپے ہمیں دوائی کی کمائی ہے۔ مگر دولت کی نہیں۔ ثواب کا مطلب ہے :

فاروقی سنیاسی سیالکوٹ پنجاب

مفت

۱۹۳۱ء کی نہایت شاندار باتصویر تاج جنتری ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر مفت منگوالیں۔

مینیجر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لندن۔ ۱۸ جنوری۔ برطانیہ کی اعتدال پسند جماعت نے ہندوستان کے اعتدال پسند گول میزیوں کے اعزاز میں دعوت دی۔ مسٹر شاستری نے اپیل کی۔ کہ ہندوستان کے سیاسی قیدیوں کو عفو عام سے لذت آشنا کیا جائے۔

—— لندن۔ ۲۰ جنوری۔ یہ تجویز وزیر اعظم کے پیش کر دی گئی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے برطانی ارکان کو جلد از جلد ہندوستان بھیجا جائے۔ تاکہ وہ وہاں جا کر ان معاہدوں کا مطالعہ کریں۔ جو برطانیہ اور ریاستوں کے درمیان وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ہیں۔

—— بیونس آئرس۔ ۲۰ جنوری۔ آج صبح ارجنٹائن کی ریلوے لائنوں پر تین بم پھٹ گئے۔ جن سے متعدد اشخاص ہلاک ہو گئے۔ سنٹرل ارجنٹائن ریلوے پر ایک پسنجر ٹرین تباہ ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کارروائیاں دہشت انگیزوں کی ہیں۔

—— ناگپور۔ ۲۰ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سی۔ پی اور بہار میں ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء تک ستیہ آگرہیوں سے ایک لاکھ ۲۷ ہزار روپیہ جرمانہ وصول کیا جا چکا ہے۔

—— نانکنگ (چین) ۲۱ جنوری۔ سرکاری سپیشل کمشنر کا بیان ہے۔ کہ قحط سالی کے باعث گذشتہ چند سال میں شینسی پرونس میں چار لاکھ سے زائد اشخاص بطور غلام فروخت کر دیئے گئے۔ اور بیس لاکھ فوت ہو گئے۔

—— عدالت عالیہ الہ آباد کے جج سر بی۔ دلال ریاست کشمیر میں جج مقرر کئے گئے ہیں۔

—— صوبجات متوسط کی کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے سے منظور کیا ہے۔ کہ امسال مالیہ نصف کر دیا جائے۔ اور ٹیکس بھی نصف معاف کر دیا جائے۔ اور باقیماندہ نصف کی وصولی ملتوی کر دی جائے۔

—— ۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کی درمیانی شب سے ضلع پشاور سے مارشل لاء اٹھا دیا گیا ہے۔

—— دہلی۔ ۲۳ جنوری۔ آج اسمبلی کے مسلم ارکان نے ایک جلسہ منعقد کر کے یہ متفقہ بیان شائع کیا۔ کہ وزیر اعظم نے اپنے اہم اعلان سے ہندوستان بھر کو ممنون احسان کر دیا ہے۔ اس اعلان میں ہندوستان بھر کے اعلیٰ سیاسی جذبات سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ناکامی پر انہیں مایوسی ہوئی۔ کہ قصر سینٹ جیمز کی بیدار کن فضا میں بھی فرقہ دار مسئلہ حل نہیں ہوا۔ جس کے بغیر کوئی دستور اساسی قابل عمل نہیں ہوگا۔ انہوں نے وائسرائے سے پرزور استدعا کی ہے۔ کہ سیاسی قیدیوں کو عام معافی دیدیں۔

—— کانگریس کی مجلس عاملہ وزیر اعظم کے اعلان کے متعلق جو قرارداد منظور کرنا چاہتی تھی۔ اسے سر تیج بہادر سپرو مسٹر جیکر اور مسٹر شاستری کی استدعا پر لندن سے ان کی واپسی تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— اودگام۔ ۲۳ جنوری۔ آج ۱۱½ بجے قبل دوپہر اودگام کی کان میں شدید دھماکا ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چھ لاشیں دستیاب ہوئی ہیں۔ اور تین اور اشخاص ہلاک ہو گئے ہونگے جن کی لاشیں تلاش کی جا رہی ہیں۔ ستر اور اسّی کے درمیان اشخاص مجروح ہوئے۔ اور جن میں سے دو ہلاک ہو گئے۔

—— لندن۔ ۲۲ جنوری۔ آج اجن کیچ کی کان پھٹنے سے پانچ آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

—— پیرس کا ایک خاص تار مظہر ہے کہ مراکش اور الجیریا کی سرحد پر خونریز جنگ ہوئی۔ قبائل مراکش کے ۳ سو آدمیوں نے سرحد الجیریا کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے سردار کو قتل کر دیا۔ اور ۳ سو اونٹ لیکر چلتے بنے۔ فرانسیسی ہوائی جہاز اور رسالہ نے حملہ آوروں کا تعاقب کیا۔ فریقین میں دو روز تک جنگ ہوتی رہی۔ آخرکار قبائل مراکش کو تاریکی کی آڑ میں ۱۵ مردے چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا۔

—— میونخ۔ ۲۱ جنوری۔ یوریا پولیس کا ایک دستہ برف سے لدے ہوئے ایک پہاڑ کے دامن میں پریڈ کر رہا تھا۔ کہ برف کا ایک تودہ گرنے سے اس کے نیچے دب گیا۔

—— پشاور۔ ۲۱ جنوری۔ گذشتہ شب جب میل ٹرین پشاور سٹی سٹیشن کے قریب پہونچ گئی۔ تو اس کے نیچے ایک بم پھٹ گیا۔ لیکن کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔

—— نئی دہلی۔ ۲۲ جنوری۔ لیجسلیٹو اسمبلی نے بالاتفاق آراء مسٹر شان موکھم چیٹی کو نائب صدر منتخب کیا۔

—— بمبئی میں یہ افواہ زوروں سے پھیل رہی ہے۔ کہ گاندھی جی کو ناسک جیل میں تبدیل کیا گیا ہے۔ کاروباری حلقوں میں یہ افواہ چکر کاٹ رہی ہے۔ کہ آپ کو دہلی لے جایا جا رہا ہے۔ یا لے جایا جائیگا۔ اور پھر کانگریس کے ساتھ سیاسی سمجھوتہ کے متعلق گفت و شنید شروع کی جائیگی۔

—— واشنگٹن۔ ۲۱ جنوری۔ ۱۹۳۰ء کے دوران میں امریکہ کے اندر ۱۳۲۶ بنکوں نے دیوالہ نکالا ہے۔ ۱۹۲۹ء میں ۶۴۲ بنک ناکام ہوئے تھے۔

—— الہ آباد۔ ۲۲ جنوری۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کا وزیر اعظم کے اعلان سے اطمینان نہیں۔ متفقہ فیصلہ کی نوعیت کے متعلق بہت سی خیال آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ قیاس ہے۔ کہ اگر عام معافی کا اعلان کیا گیا۔ تو ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر اس کا بہت اثر پڑیگا۔

—— ڈھاکہ۔ ۱۹ جنوری۔ سشن جج نے ان تمام ہندوؤں کو بری کر دیا ہے۔ جن پر گذشتہ فرقہ وارانہ فساد کے دوران میں مسلم گھروں کو آگ لگانے کا الزام تھا۔

—— پٹنہ۔ ۲۳ جنوری۔ ایک گاؤں میں ایک کانگریسی کارکن کی برسی پر میلہ کیا جا رہا تھا۔ کہ پولیس آگئی۔ جس پر ہجوم نے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب حالات قابو سے باہر ہونے لگے۔ تو گولی چلائی گئی۔ جس سے چار آدمی ہلاک اور چند زخمی ہوئے۔ پولیس افسر اور تین کانسٹیبل بھی زخمی ہو گئے۔ مزید ۹ زخمیوں کی حالت نازک ہے۔ جن کو گولیاں لگی ہیں۔

—— یروشلم۔ ۲۳ جنوری۔ مولانا محمد علی کی لاش آج صبح ۹ بجے یہاں پہونچی۔ مسلم سپریم کونسل کے ممبروں نے اس کا استقبال کیا۔ جنازہ کے جلوس کو گذارنے کی غرض سے پولیس نے خاص انتظامات کئے۔ مسلم اور عیسائی تمام دکانیں بند تھیں۔ ہزارہا اشخاص نوحہ خوانی کر رہے تھے۔ یہودی پریس ایجنسی نے عربی اخبارات کے نام ہمدردی کا پیغام ارسال کیا۔

—— لندن۔ ۲۱ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر تیج بہادر لندن میں پریکٹس کرینگے۔ اس مطلب کے لئے وہ مڈل ٹمپل بار میں شامل ہو گئے ہیں۔ آئندہ جون میں وہ ہندوستان سے ہو کر واپس لندن آ جائیں گے۔

—— پیرس۔ ۱۹ جنوری۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ترکی جمہوریت کے صدر مصطفےٰ کمال پاشا مستعفی ہونے کی تجویز کر رہے ہیں۔ تاکہ آئندہ گورنمنٹ میں وہ وزیر اعظم بن سکیں۔ ان کی جگہ فیوزی پاشا چیف آف دی جنرل سٹاف صدر بنینگے۔ کمال پاشا کا خیال ہے کہ وزیر اعظم بن کر وہ اپنی سرگرمیوں میں زیادہ اضافہ کر سکینگے۔

—— پشاور۔ ۲۰ جنوری۔ آج تین بجے بعد دوپہر پشاور میں زلزلے کا جھٹکا محسوس کیا گیا۔ جھٹکا سخت تھا۔ اور دو بار محسوس ہوا۔

—— پونا۔ ۲۲ جنوری۔ وزیر اعظم کا اعلان گاندھی جی کو مل گیا۔ جس پر آپ کل سارا دن غور کرتے رہے۔ انہوں نے اس کے جواب میں صرف اتنا کہا ہے۔ کہ میں اپنی رائے نہیں رکھتا۔ جلدی جواہر لال سے دریافت کرو۔ یہ بھی کہہ دیا ہے۔ کہ جب تک تمام پولیٹیکل قیدی رہا نہیں کئے جاتے۔ وہ اپنی رہائی کے متعلق کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔

—— دہلی۔ ۲۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور ہائیکورٹوں کو لکھ دیا گیا ہے۔ کہ جو تشدد کے مرتکب ہوئے۔ انہیں رہا کر دیا جائے۔

—— بمبئی۔ ۲۴ جنوری۔ آج صبح سے افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ گاندھی جی کو رہا کر دیا گیا ہے۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

احمدیہ مسجد محلہ دارالفضل

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

تمہید

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی اور درددل سے اللہ کے حضور میں کی ہوئی دعاؤں کے ماتحت قادیان دارالامان کی پاک بستی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ روز بروز مکانات کی توسیع اور نئے تعمیر شدہ محلات کی ایک ایک اینٹ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بین ثبوت دے رہی ہے بالخصوص محلہ دارالفضل شہر قادیان کی پرانی آبادی سے لیکر ریلوے سٹیشن قادیان اور غلہ منڈی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس محلہ کا رقبہ اس وقت ایک مربع میل سے بھی زیادہ ہے پس ایسی وسیع آبادی کے محلہ میں ایک مسجد کی ضرورت تھی ۱۹۲۷ء کے موسم گرما میں مسجد نور کے دور ہونے کے سبب اہالیان محلہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں درخواست کی۔ کہ حضور محلہ کے کسی میدان میں اہل محلہ کو نماز پڑھنے کی اجازت فرمادیں۔ جو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائی۔ ساتھ ہی اس کے مسجد کے واسطے جگہ کی تلاش ہوئی۔ ایک سال تک اس طرح نماز پڑھنے کے بعد حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے حضور میں درخواست کی گئی۔ کہ حضور محلہ دارالفضل کی مسجد کے واسطے کوئی موزوں جگہ عطا فرمادیں۔ اس پر حضور نے خاندان نبوت کی طرف سے ایک کنال زمین مسجد کے واسطے محلہ کے وسط میں وقف فرمائی۔ جس کا شکریہ ہے۔

تقرر عہدہ داران

جولائی ۱۹۲۸ء میں اہل محلہ نے ایک جنرل اجلاس کرکے تعمیر مسجد کے لئے بالاتفاق حضرت میاں شریف احمد صاحب کو پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ وائس پریذیڈنٹ مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام۔ آڈیٹر چوہدری غلام محمد صاحب۔ بی۔ اے۔ اور خاکسار برکت علی خاں کو فنانشل سیکرٹری تعمیر مسجد نامزد کیا۔

اس اجلاس میں بعد انتخاب عہدہ داران حضرت میاں شریف احمد صاحب نے چندہ کے واسطے تحریک فرماتے ہوئے اپنی طرف سے مبلغ بیس۲۰ روپے اسی وقت عطا فرمائے۔ اور دیگر احباب نے وعدے کئے۔ اور وصولی کا انتظام کیا گیا۔

طیاری کنواں مسجد

۹ر مئی ۱۹۲۹ء کو ایک جنرل اجلاس اہل محلہ کا منعقد ہوا۔ جس میں ایک سب کمیٹی تعمیر مسجد کا تقرر برائے تعمیر مسجد منظور ہوا۔ سب کمیٹی تعمیر مسجد نے سب سے پہلے مسجد کا کنواں طیار کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ ۱۲ر جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۴ر صفر ۱۳۴۸ھ کو دارالامان کی جماعت کے ساتھ حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت (حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کشمیر تشریف فرما تھے) نے کنواں کے مقام پر تین ٹپ اپنے ہاتھ سے لگائے۔ اور تمام دوستوں نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد اہل محلہ کی طرف سے دوستوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور کنواں کی طیاری کا کام شروع ہوا۔

تکمیل کنواں اور احباب کا شکریہ

کنواں کے طیار کرانے میں ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی اور مولوی عطا محمد صاحب ہر دو برادران نے بہت جانفشانی سے کام کیا ہے۔ اور میاں اللہ دتا صاحب مستری نے نہ صرف کنواں کے طیار کرنے میں نہایت توجہ اور پوری ہمدردی سے کام کیا ہے۔ بلکہ مسجد دارالفضل کی طیاری میں بھی انہوں نے ہر وقت اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اور جس وقت بھی کسی کام کی ضرورت پڑی۔ یا کسی سامان کے مہیا کرنے کی ضرورت ہوئی۔ آپ نے اسی طرح سے اس کام کو سرانجام دیا۔ گویا ان کا اپنا ذاتی کام ہے بلکہ بعض اوقات اپنے ذاتی کام کو پس پشت ڈال کر مسجد کے کام کو مقدم کیا ہے۔ اہل محلہ ان کے شکر گذار ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس اخلاص ومحبت کو قبول فرماکر ثواب دارین عطا فرماوے الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت کنواں پختہ عمدہ شیریں پانی کا جس کی گہرائی ۵۰ فٹ ہے ۳۱ر اگست ۱۹۲۹ء کو طیار ہو گیا۔ شکر للہ۔

مسجد کے لئے روپیہ کے فراہمی کا سوال

کنوئیں کی طیاری کے بعد سب کمیٹی تعمیر مسجد کے سامنے مسجد کی تعمیر کا سوال پیش ہوا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ فنانشل سیکرٹری مسجد دارالفضل صرف ان دوستوں سے جن کی زمین اس محلہ میں ہے یا جن کے مکانات تعمیر شدہ ہیں۔ یا جو اس محلہ میں رہائش رکھتے ہیں۔ چندہ کی تحریک کرے۔ اور دوسرے دوست اپنی خوشی سے اگر چندہ عطا فرمادیں۔ تو شکریہ کے ساتھ لیا جاوے۔ لیکن اہل محلہ کے سوائے دوسرے دوستوں سے تحریک نہ کی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دعا

سب سے بڑا سوال روپیہ کا تھا۔ اور روپیہ کے فراہم کرنے میں مشکلات کا سامنا۔ اس کا حل اللہ تعالےٰ نے ہی فرمایا۔ چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کشمیر سے تشریف لائے۔ تو حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے نئے سٹیشن سے شہر تک راستہ محلہ دارالفضل کے بیچ سے تھا۔ اور جب حضور مسجد کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ تو اہل محلہ نے حضور کی خدمت میں ادب سے درخواست کی۔ کہ یہ جگہ مسجد کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد کی تکمیل کے واسطے دعا فرمادیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے ہزاروں احباب کے ساتھ ایک لمبی دعا فرمائی۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ حضور ایدہ اللہ نے جس قدر دعائیں اس مسجد کے واسطے فرمائی تھیں۔ وہ سب اللہ تعالےٰ کے حضور میں قبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔ اور حضور کی دعا کے بعد روپیہ کے جمع ہونے میں ایسا یقین تھا۔ کہ گویا روپیہ مسجد کے واسطے میری جیب میں ہے۔ کیونکہ میں یقین کے ساتھ سمجھا ہوا تھا۔ کہ حضور ایدہ اللہ کی دعائیں اللہ کے حضور میں قبول ہو چکی ہیں۔ اب مسجد دارالفضل کے واسطے خدا کے فضل سے روپیہ کی دقت نہیں ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود غریب ہونے کے اہل محلہ نے مسجد کے واسطے روپیہ نہایت شرح صدر سے بروقت عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔

تحریک چندہ کی روانگی

چنانچہ میرا ارادہ اس تحریک کے بھیجنے کا جنوری ۱۹۳۰ء میں تھا لیکن اس کے بعد فروری ۱۹۳۰ء کا مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ اس خیال سے کہ دوستوں کو اس موقعہ پر معمولی سے زیادہ اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے فروری ۱۹۳۰ء میں اہل محلہ کے سامنے تحریک مسجد کا بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔

عید الفطر کے بعد حسب ہدایت سب کمیٹی کام شروع کیا گیا اور ایک تحریک ان احباب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ جن کے مکانات محلہ دارالفضل میں تھے۔ یا جن کی زمین اس محلہ میں تھی۔ اور اس تحریک میں محلہ کے دوستوں کے نام مناسب رقم حسب ہدایت سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس تحریک کا احباب کو پہنچنا تھا۔ کہ اہل محلہ کی طرف سے جوابات لبیک لبیک کے پہنچنے شروع ہوئے۔ یہ ثبوت تھا اور ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی مسجد کی دعاؤں کی قبولیت کا۔ ایک ہفتہ کے اندر قریباً نصف سے زیادہ دوستوں کے جوابات موصول ہوئے۔ جن میں یہ وعدہ تھا۔ کہ عنقریب رقم مقررہ ارسال کی جاویگی۔

دوستوں کا مسجد کے لئے لبیک

دوستوں کے جو جوابات موصول ہوئے۔ ان کا خلاصہ دینے کو دل چاہتا ہے۔ لیکن عدم گنجائش مانع ہے۔ ایسے امید افزاء جواب تھے۔ کہ گویا یہ معلوم ہو رہا تھا۔ کہ محلہ دارالفضل کے غریب دوست پہلے ہی طیار تھے۔ کہ ان کے پاس مسجد کی تحریک پہنچے۔ تو اس میں خدا کے فضل وکرم سے فوری حصہ لیں۔ پس یہ اللہ تعالےٰ کا احسان وفضل ہے۔ کہ اس نے اپنے محلہ دارالفضل کی مسجد کی تیاری میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی۔

دوستوں کے جوابات کا خلاصہ حذف کرتے ہوئے ذیل میں ایک فہرست ان تمام دوستوں کی شائع کی جاتی ہے۔ جن کی طرف سے مسجد کا چندہ وصول ہوا ہے۔ اس فہرست سے ظاہر ہے

کہ غریب محلہ دارالفضل کے ہر ایک دوست نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیا ہے۔ اور ساکنین اہل محلہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے۔ جس نے مسجد میں حصہ نہ لیا ہو ؛

رقوم خصوصیات
چندہ مسجد دارالفضل میں سب سے بڑی رقم

(۱) جناب بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر پاچورہ کی ہے۔ اس کی تقریب یہ ہے۔ کہ اگست ۱۹۲۹ء میں صاحب موصوف کی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ان کی نعش بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے لائے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ مرحومہ کا زیور قریب ڈیڑھ ہزار کے ہے۔ جسے آپ چاہتے ہیں۔ کہ بطور صدقہ جاریہ خرچ کریں۔ کیونکہ شریعت کے مطابق جو اس ورثہ کے حق دار تھے۔ انہوں نے اپنا اپنا حق چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا بابو صاحب نے چاہا۔ کہ ان کا روپیہ بطور صدقہ جاریہ خرچ ہو۔ جب اہل محلہ کو معلوم ہوا۔ تو ایک وفد ان کی خدمت میں مسجد مبارک میں ان سے ملا۔ وفد نے درخواست کی۔ کہ چونکہ آپ کی زمین بھی محلہ دارالفضل میں ہے۔ اور آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کا زیور صدقہ جاریہ کے طور پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ محلہ دارالفضل میں ایک مسجد بننے والی ہے۔ آپ یہ زیور مسجد کے لئے عنایت فرمائیں۔ آپ نے وفد کو جواب دیا۔ کہ میں زیور یا اس کی قیمت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں پیش کروں گا۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ جہاں چاہیں خرچ فرمادیں۔ چنانچہ اہل محلہ کی طرف سے ایک درخواست اس مضمون کی حضرت اقدس کے حضور میں پیش کی گئی۔ حضور نے فیصلہ فرمایا۔ کہ ۸۰۰ روپیہ ریزرو فنڈ میں دیا جاوے۔ اور باقی مسجد دارالفضل میں۔ چنانچہ ۳۰۰ کی رقم اہلیہ مرحومہ بابو سراج الدین صاحب کی مسجد دارالفضل کے واسطے بطور صدقہ جاریہ ہے۔ اور اس کے علاوہ ۲۰۰ بابو صاحب موصوف نے اپنی طرف سے عطا فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمادے ؛

۲۔ سید عزیز الرحمٰن صاحب محلہ دارالفضل نے اپنی اہلیہ مرحومہ کی طرف سے بطور صدقہ جاریہ مسجد کے کنواں کے لئے ۲۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ جس میں سے ۱۰۰ ادا فرمایا ہے۔ باقی ایک صد روپیہ واجب الادا ہے۔ جس کے جلد ادا کرنے کا وعدہ ہے۔

۳۔ لیڈی ڈاکٹر غلام فاطمہ کے والد بزرگوار چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میری لڑکی اگر ڈاکٹری امتحان میں اس سال پاس ہو جاوے۔ تو میں اس کی پہلی تنخواہ مسجد میں بطور چندہ دوں گا۔ چنانچہ مبلغ ۷۵ روپیہ کی رقم لیڈی ڈاکٹر صاحبہ نے عطا فرمائی

۴۔ پیر محمد یوسف صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ کی مالی حالت بہت نازک ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے محلہ کی مسجد کے واسطے نہ صرف اپنی طرف سے ایک صد روپیہ چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ بلکہ یہ بھی کہا۔ کہ جس قدر اینٹ کی ضرورت مسجد کو ہو۔ وہ میں دوں گا۔ اور اس کی قیمت کا میں کبھی مطالبہ نہ کروں گا۔ جب روپیہ ہو تو مجھے دے دینا۔ میں کل اینٹ چندہ میں ہی سمجھوں گا۔ اگر مسجد قیمت ادا کرے گی۔ تو لے لوں گا۔ ورنہ میرا مطالبہ نہیں ہے۔ اور کہا اہل مسجد اینٹ اپنی منشاء کے مطابق جیسی چاہیں لیں۔ چنانچہ جس قدر اینٹ پیر محمد یوسف صاحب کے بھٹہ سے آئی ہے۔ وہ ان ہی شرائط کے ماتحت ہے۔ حق یہ ہے کہ پیر صاحب کی اس قربانی نے کارکنان مسجد کی بہت حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور وہ بے فکر ہو کر اینٹ حسب ضرورت لیتے رہے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ؛ اللہ تعالےٰ کا احسان و فضل ہے۔ کہ اینٹ کا کل روپیہ پیر صاحب کو ادا ہو گیا ہے۔ بلکہ مسجد کے ذمہ کسی شخص کا ذرہ بھر بھی قرضہ واجب الوصول نہیں ہے۔ سب کا ہر قسم کا روپیہ ادا ہو گیا ہے۔ الحمد للہ ؛

۵۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے۔ کہ دوران تعمیر میں اینٹ ختم ہو گئی۔ اور باوجود کوشش کے کسی جگہ سے نہ ملتی تھی۔ کیونکہ بھٹوں پر ختم ہو گئی۔ آخر حافظ عبدالجلیل خاں صاحب کے مکان سے اینٹ ان کو اطلاع کر کے منگوائی گئی۔ بعد ازاں حافظ صاحب جب دارالامان تشریف لائے۔ تو ان سے مفصل عرض کیا گیا۔ تو آپ نے نہایت ہی شرح صدر سے کہا۔ میری جس قدر اینٹ پہنچی ہے۔ وہ چندہ میں رکھی جاوے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ؛

۶۔ بابو عبدالواحد صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ محلہ دارالفضل نے نہ صرف للعٰہ ۹۲ کی رقم بصورت خشت و نقد عطا فرمائی۔ بلکہ آپ نے اپنے بھٹہ پر کام کرنے والے گھماروں سے مسجد کے اندرون حصہ میں بھرتی ڈلوائی ہے۔ اور اس کے علاوہ قادیان دارالامان کے اکثر اور محلہ کے گھماروں نے بھی مسجد کے اندرون حصہ میں بھرتی ڈال کر اندرون حصہ مسجد کو پورا کیا ہے۔ اور مسجد کے صحن میں بھی آپ نے بھرتی ڈلوائی ہے۔ اور ابھی مسجد کے صحن میں کچھ بھرتی پڑنے والی ہے۔ میں محلہ دارالفضل کی طرف سے قادیان اور محلہ کے ان گھماروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مسجد میں بھرتی ڈالی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ صحن کا بقیہ حصہ میں بھی جلدی بھرتی ڈال دی جائے گی۔

۷۔ میرے مکرم خاں صاحب ذوالفقار علی خاں صاحب نے بغیر تحریک کے فرمایا۔ کہ میں دارالفضل کی مسجد کے واسطے ایک بڑا کلاک دوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی کلاک کا کیس بھی دہلی سے بنوا کر لا دوں گا۔ .. ..

.. .. .. ۔ نیز یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی توفیق سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کے علاوہ بھی مسجد کے واسطے روپیہ دوں گا۔ اللہ تعالےٰ خانصاحب کو جزائے خیر عطا فرمادے۔ اور ان کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمادے۔ آمین ؛

۸۔ دہلی سے اہلیہ منشی کریم بخش صاحب نے للعٰہ روپیہ کی رقم مسجد کے واسطے ابھی ابھی ارسال فرمائی ہے۔ ان کی یہ ہدایت ہے۔ کہ ایک دروازہ لگایا جاوے۔ چنانچہ ایک دروازہ کی لکڑی آچکی ہے۔ اس طرح سے محلہ کے ذی وسعت احباب اگر ایک ایک دروازہ لگا دیں۔ تو کام ہو سکتا ہے۔ مسجد کے بڑے سات دروازہ ہیں۔ اور کھڑکیاں اور روشندان اس کے ماسوا ہیں۔ ایک دروازہ کا خرچ ۴۰ روپے ہے۔

اب ذیل میں فہرست اُن احباب کی دی جاتی ہے۔ جن کا چندہ مسجد دارالفضل کا وصول ہو گیا ہے ؛

فہرست وصولی چندہ مسجد محلہ دارالفضل تا ۳۱ دسمبر ۱۹۳۰ء

حضرت میاں شریف احمد صاحب قادیان دارالامان ۴۰ روپے
ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی ؍ ؍ ؍ ۲۵ ؍
میاں فضل محمد صاحب دوکاندار ؍ ؍ ۱۹-۱۴ آنے ؍
مولوی مصباح الدین احمد صاحب ؍ ؍ ؍ ۵ ؍
سردار کرم داد خاں صاحب ؍ ؍ ۲۰ ؍
مستری اللہ دتا صاحب ؍ ؍ ۷ ؍
سردار نذر حسین صاحب ؍ ؍ ۱۵ ؍
چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش ؍ ؍ ؍ ۷۰ ؍
مولوی عبید اللہ صاحب بسمل ؍ ؍ ۱ ؍
میاں شمس الدین صاحب رنگریز ؍ ؍ ۵ ؍
میاں فضل الدین صاحب دھوبی ؍ ؍ ۵ ؍
قاضی عبدالرحمٰن صاحب کلرک دعوت و تبلیغ معہ اہلیہ ؍ ۲۸ ؍
خداداد خاں صاحب رسالدار قادیان ۱۰ ؍
منشی عبدالرحیم صاحب ؍ ۱۵ ؍
ماسٹر نور الٰہی صاحب معہ والدہ ؍ ۹-۸ ؍
ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ؍ ۵ ؍
میاں شمس الدین صاحب موٹر ڈرائیور ؍ ۱ ؍
مولوی عطا محمد صاحب مدرس منشی فاضل ؍ ۱۵ ؍
ملک فضل حسین صاحب ؍ ۵ ؍
شیخ غلام احمد صاحب واعظ ؍ ۱۷ ؍
عبدالخالق صاحب ٹھیکہ دار کوٹلی لوہاراں ؍ ۱۰ ؍
مولوی عطا محمد صاحب کلرک ناظر اعلیٰ ؍ ۱۲-۱۲ ؍
منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی ؍ ۱۳ ؍
مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ؍ ۱۵ ؍
قاضی نور محمد صاحب کلرک دفتر محاسب ؍ ۲ ؍
بابو فخر الدین صاحب کوہاٹ ؍ ۱۵ ؍
بھائی غلام قادر صاحب پنشنر ؍ ۲۱ ؍
منشی کرم علی صاحب کاتب قادیان دارالامان ۵ ؍
پیر مظہر حق صاحب کلرک بورڈنگ ہوس قادیان ۱ ؍
مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم السلام معہ اہل و عیال قادیان ۴۱ ؍
چوہدری حاکم الدین صاحب معہ اہل و عیال قادیان ۵۲ ؍
چوہدری غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسۃ البنات قادیان ۳۰ ؍
لیڈی ڈاکٹر غلام فاطمہ بنت چوہدری غلام محمد صاحب بی اے ۷۵ ؍
چوہدری محمد بوٹا صاحب دوکاندار قادیان دارالامان ۱۵ ؍

نام	رقم
خواجہ معین الدین صاحب کلرک بیت المال قادیان	۱ روپے
منشی غلام محمد صاحب پنشنر	۷؍
سید عزیز الرحمٰن صاحب 〃	۱۰۰؍
مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی سرگودھا	۱۵؍
مولوی محمد اعظم صاحب پسر بابو محمد فاضل اورسیر	۰۰-۸؍
ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے۔ قادیان	۵؍
میر مہدی حسین صاحب قادیان	۰۰-۱۲؍
اہلیہ مستری مہر الدین صاحب قیمت بانکاں	۱۵-۸؍
مستری مہر الدین صاحب قادیان	۳؍
خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ قادیان	۲۰؍
شبیر محمد صاحب دوکاندار 〃	۲؍
اہلیہ حکیم محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم قادیان	۱؍
مولوی غلام نبی صاحب مصری 〃	۴؍
ڈاکٹر شمس الدین صاحب دہلی	۵؍
شیخ نیاز محمد صاحب کمپونڈر	۱۵؍
اہلیہ مرحومہ بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر پاچورہ بابو سراج الدین صاحب 〃 〃 〃	۸۳۰؍
رحمت خاں صاحب دوکاندار قادیان	۱-۲؍
میاں علی گوہر صاحب قادیان 〃	۱-؍
شیخ نور الدین صاحب دوکاندار 〃	۲؍
مراد علی صاحب چپڑاسی قادیان دارالامان	۲؍
میاں محمد الدین صاحب مزدور نومسلم قادیان	۰۰-۸؍
مستری محمد اسمٰعیل صاحب سائیکل	۵-۲-۹؍
ماسٹر محمد طفیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان	۸؍
بابو محمد اعجاز حسین خاں صاحب دہلی	۵۰؍
مولوی محمد اعظم صاحب قادیان	۱-۴؍
ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب پاک پٹن	۱۰؍
حاجی کریم بخش صاحب قادیان	۱۰؍
منشی فیض احمد صاحب کاتب قادیان	۵؍
ماسٹر عبد القیوم صاحب لورالائی	۲۰؍
عبد المجید خاں صاحب سول ہاسپٹل کوئٹہ	۱۵؍
خاں صاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب امیر جماعت کوئٹہ	۲۵؍
چوہدری نور الدین صاحب ذیلدار چک ۱۹۵ منٹگمری	۵؍
ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب مانڈلے	۵۰؍
ماسٹر فضل الٰہی صاحب وزیر آباد	۱۰؍
ماسٹر نواب الدین صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی چونڈہ	۱۲؍
میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق قادیان	۲؍
چوہدری بشارت علی خاں صاحب پوسٹ ماسٹر نواں شہر	۲۰؍
شیخ شمس الدین صاحب مڈھ رانجھہ	۱۰؍
بابو محمد نصر اللہ خاں صاحب ابازئی معہ اہلیہ	۲۵؍

نام	رقم
ڈاکٹر گوہر الدین صاحب برما	۴۰؍
منشی نور احمد خاں صاحب محرر لنگرخانہ قادیان	۱۰؍
چوہدری محمد اسمٰعیل خاں صاحب کاٹھ گڑھی قادیان	۱۰؍
نانک مزدور	۰۰-۱۲؍
مولا بخش مزدور	۰۰-۴؍
شیخ جان محمد صاحب انسپکٹر پولیس پنشنر چک ۹۵	۲۲؍
مولوی عبد الرحیم صاحب نیر	۱۵؍
قاضی نور محمد صاحب ٹیلر	۳؍
مستری عبد الرحمٰن صاحب کیمبل پوری قادیان	۱؍
علی حیدر خاں صاحب	۵؍
منشی محمد حنیف صاحب مدرس قادیان	۵؍
سید محمد طفیل شاہ صاحب سالار والہ	۵؍
بابو فضل احمد صاحب کلرک کوئٹہ	۱۸؍
میاں خیر الدین صاحب سراج رسول	۳؍
منشی محمد بخش صاحب مدرس ضلع شاہ پور	۱۰؍
چوہدری احمد الدین صاحب وکیل گجرات	۲۰؍
مولوی فضل الٰہی صاحب سرگودھوی	۵؍
حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ معہ والدہ مرحومہ و اہلیہ	۲۰؍
میاں امیر الدین صاحب قادیان	۳؍
راجہ علی محمد خاں صاحب E.A.C مظفر گڑھ	۲۰؍
میاں کریم بخش صاحب ٹھیکہ دار قادیان	۵؍
مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل قادیان	۱؍
میاں عبد الرحیم صاحب سوڈا واٹر کارخانہ قادیان	۱۰؍
شیخ نور احمد صاحب مختار قادیان	۲؍
چوہدری غلام حسین صاحب علاقہ سرگودھا	۱۰؍
بابو محمد اکبر خاں صاحب ملتان معہ اہلیہ	۳۰؍
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل قادیان	۱۵؍
علی بخش صاحب گھمار	۵؍
شیخ شبراتی قادیان	۵؍
مستری فضل الدین صاحب لوہار قادیان	۲؍
بابا عیدا صاحب دھوبی 〃	۲؍
ماسٹر سلطان احمد صاحب 〃	۳؍
اہلیہ مستری اللہ دتا صاحب قادیان	۶؍
دختر سید محمد علی شاہ صاحب قادیان	۲-۶؍
محمد سعید اللہ صاحب قادیان	۱؍
مستری محمد یعقوب صاحب راج قادیان	۵؍
منشی فتح الدین صاحب کلرک بیت المال قادیان	۰۰-۴؍
ولایت حسین صاحب دوکاندار قادیان	۱۰؍
منشی محمد ابراہیم صاحب کلرک بیت المال قادیان	۱؍

نام	رقم
منشی محمد یعقوب صاحب سب انسپکٹر ہنکس گوکھووال	۱۵ روپے
ملک نور الدین صاحب پنشنر قادیان	۱۵؍
چوہدری غلام سرور صاحب نمبردار چک ۵۵	۱۵؍
حکیم عبد العزیز صاحب مدرس قادیان	۳؍
استانی میمونہ بیگم صاحبہ قادیان	۴؍
منشی غلام نبی خاں صاحب مدرس ہنگہ	۱۰؍
مولوی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس کھاریاں	۱۵؍
بابو نور احمد صاحب چوغطہ قادیان	۲-۱۲؍
چوہدری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ	۱۰؍
چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب لاہور	۵۰؍
منشی مہدی شاہ صاحب مدرس مڈھ رانجھہ	۱۵-۱۲؍
نعمت اللہ خاں مستری قادیان	۴-۴؍
ماسٹر حسین خاں صاحب قادیان	۵؍
ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی قادیان	۶؍
ماسٹر مولا بخش صاحب 〃	۲؍
خانصاحب احمد اللہ خاں ایبٹ آباد	۲۵؍
محمد حسن صاحب ڈلہ والے	۵؍
ماسٹر خیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر امراؤتی	۳۰؍
مستری غلام محمد صاحب معمار قادیان	۲-۸؍
حافظ عبد الجلیل خاں صاحب معہ والدہ و اہل و عیال	۱۰۰؍
مولوی عبد السلام خاں صاحب کاٹھ گڑھ	۵؍
پیر محمد یوسف صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ قادیان	۱۰۰؍
مستری عبد الرحمٰن صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ قادیان	۲۰؍
بابو عبد الواحد صاحب 〃 〃 〃 〃	۹۴-۶؍
لعل خاں صاحب دوکاندار قادیان	۵-۱-۶؍
میاں محمد الدین صاحب مالی 〃	۵؍
شیخ محمد امین صاحب منڈی 〃	۲؍
نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب قادیان	۲۵؍
چوہدری غلام حسین ڈسٹرکٹ انسپکٹر ڈیرہ غازی خاں	۵۰؍
اہلیہ میاں محبوب علی صاحب پنشنر قادیان	۲؍
اہلیہ شمس الدین صاحب رنگریز	۱؍
مولوی رحیم بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں	۵؍
میاں بدر الدین صاحب چوب فروش قادیان	۵؍
ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سونہ ڈیپو	۵؍
اہلیہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب	۱؍
چوہدری سردار خاں صاحب بھاگا بھٹیاں	۵۰؍
ملک محمد الطاف خاں صاحب قادیان	۵؍
حاجی غلام احمد خاں صاحب کریام	۲۰؍
مولوی سکندر علی صاحب	۱؍

نام	رقم
مستری لنگو صاحب قادیان	۴ روپے
شیخ رشید احمد صاحب گڑھ اور پاک پٹن	۱۵ ر
شیخ مختار نبی صاحب سکھر	۵ ر
اہلیہ چوہدری بشیر احمد خاں	۷ ر
اہلیہ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی	۴ - ۱ ر
کارکنان منڈی قادیان	۲ - ۱۲ ر
شیخ فضل حق صاحب بٹالہ	۵ ر
ماسٹر نعمت اللہ خاں گوہر بی-اے قادیان	۱ ر
میاں فضل الدین صاحب کوچہ چابکسواراں لاہور	۴ - ۳ ر
شیخ فضل قادر صاحب قادیان	۱ ر
ملک غلام فرید صاحب ایم-اے قادیان	۱۰ ر
شیخ الطاف حسین صاحب کلرک مدرسہ احمدیہ	۱۰ ر
ماسٹر سلطان احمد صاحب سیالی	۳ ر
سید محمد علی شاہ صاحب قادیان	۲ ر
ڈاکٹر غلام علی صاحب سیتان	۵ ر
سراج الدین احمد صاحب ر	۵ ر
ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کامٹی	۲۰ ر
نعمت اللہ خاں حوالدار گول قادیان	۱۲ - ۱۲ ر
بدرالدین صاحب راج	۲ ر
میاں عمرالدین صاحب حجام قادیان	۱ ر
چندہ مستورات محلہ دار الفضل بذریعہ حافظ محمد ابراہیم	۹ - ۳۰ ر
مائی نجو قادیان	۶ - ۴ - ۰ ر
اہلیہ منشی کریم بخش صاحب دہلی	۳۰ ر
پنڈت رگھبیر چند صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر قادیان	۱ ر
میاں نبی بخش صاحب نواں پنڈ	۵ ر
میاں محمد رمضان صاحب قادیان	۸ - ۳ - ۰ ر
منشی عبدالخالق صاحب قادیان	۳ ر
برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری مسجد محلہ دار الفضل ہیڈ کلرک دفتر محاسب	۱۰ ر
منشی محمد الدین صاحب محرر مقبرہ	۲ ر
میاں نبی بخش صاحب باجوہ	۳ ر
اہلیہ بابو فیروز علی صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر	۷ ر
عنایت بیگم ہمشیرہ حکیم فضل الرحمن مبلغ افریقہ	۹ ر
میاں جلال الدین صاحب ساکن ڈھیپئی سیالکوٹ	۴ ر

کل آمد میزان تا یکم جنوری ۱۹۳۱ء ۳۲۴۲ - ۱۲ - ۹

اس مضمون کی کتابت قاضی دین محمد صاحب کاتب نے کی ہے جو کہ دوبارہ کی گئی - جس کی اُجرت ۸ روپے ۱۲ آنے بنتی ہے - جزاہ اللہ۔

یہ فہرست صرف وصولی کی ہے۔ بعض دوست محلہ دار الفضل

کے ایسے بھی ہیں - جن کو تعمیر سب کمیٹی مسجد کی ہدایت کے ماتحت چندہ مسجد کی تحریک عمداً نہیں کی گئی ہے - ایسے دوستوں کو مسجد کے بقیہ کام کی تکمیل کے لئے پھر تحریک کی جاویگی۔

سنگِ بنیاد

۲ - اپریل ۱۹۳۰ء کو مسجد کی بنیادیں کھودنے کا کام شروع کیا گیا - اور ۱۰ - اپریل ۱۹۳۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے قادیان کی بڑی جماعت کے ساتھ سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا - اور بعد ازاں لمبی دعا فرمائی - اور دعا کے بعد اہل محلہ کی طرف سے احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی - بعد دعا مسجد کے کمرہ کی جگہ دیکھ کر فرمایا کہ محلہ کی آبادی کے لحاظ سے یہ مسجد چھوٹی معلوم ہوتی ہے - اللہ کرے - کہ اس مسجد میں اس قدر نمازی ہوں - کہ یہ مسجد چھوٹی ہی رہے۔

طیاری مسجد

مسجد دار الفضل حضرت میاں شریف احمد صاحب پریذیڈنٹ تعمیر مسجد کی زیر نگرانی اور آپ کی ہدایات کے ماتحت طیار کی گئی ہے - اور اس کی طیاری میں حتی الوسع مضبوطی کو مدنظر رکھا گیا ہے - حضرت میاں صاحب نے مسجد دار الفضل کے قبلہ رخ رکھنے میں بہت محنت شاقہ فرمائی ہے - اور ایک ہفتہ سے اوپر عرصہ صرف قبلہ رخ کرنے میں صرف فرمایا ہے - اور دوران تعمیر میں بھی آپ روزانہ باقاعدہ ملاحظہ اور مناسب ہدایات فرماتے رہے ہیں - آپ کی خاص سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے - کہ خدا کے فضل سے مسجد طیار ہو گئی ہے۔

احباب کا شکریہ

قاضی عبدالرحیم صاحب اور سید ناصر شاہ صاحب اور ملک نورالدین صاحب نے اپنا وقت مسجد کی نگرانی میں صرف فرمایا ہے - خصوصاً چھت کی ڈاٹیں قاضی صاحب کی زیر نگرانی طیار ہوئی ہیں - اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے - شاہ صاحب نے سامان وغیرہ کے بہم پہنچانے میں بہت مدد کی ہے۔

گرڈر چڑھانے کا کام

گرڈر چڑھانے کا کام بھی ایک اہم کام تھا - اس کام کو مستری مہرالدین صاحب نے خوبی سے سرانجام دیا ہے - اور یوں تو محلہ کے اکثر دوستوں نے کام کیا ہے - لیکن گرڈروں کے چڑھانے میں خاص طور پر ذیل کے احباب نے مدد کی ہے۔

چوہدری محمد اسماعیل خاں صاحب - مستری اسمٰعیل صاحب چوہدری محمد بوٹا صاحب - چوہدری عبدالرحمن صاحب - عبدالکریم صاحب دوکاندار - منشی عبدالخالق صاحب - منشی رمضان علی صاحب میاں محمد رمضان صاحب - میاں بدرالدین صاحب - مستری محمد شفیع صاحب - ماسٹر نور الٰہی صاحب - میاں فضل الرحمن صاحب - میاں علی گوہر صاحب - مستری محمد اسمٰعیل صاحب دوکاندار - میاں شمس الدین صاحب - شیخ محمد دین صاحب - میاں حسن محمد صاحب - مولوی عبدالرحمن صاحب بوتالوی - میاں عبدالحمید ٹرنک ساز - مولوی عطا محمد صاحب - قاضی نور محمد صاحب - مولوی مبارک احمد صاحب میاں خیرالدین صاحب - میاں مراد علی صاحب - عبداللطیف صاحب - مولوی مصباح الدین صاحب - محمد حسین صاحب - محمد مجید صاحب - ان دوستوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے۔

وصولی چندہ میں احباب کی مدد اور شکریہ

مسجد کا چندہ جمع کرنے میں ذیل کے احباب کرام نے بہت مدد کی ہے چوہدری غلام محمد صاحب بی-اے ماسٹر علی محمد صاحب بی-اے - چوہدری حاکم الدین صاحب - منشی عبدالخالق صاحب - مولوی عطا محمد صاحب - ماسٹر حبیب الرحمن صاحب - حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ - منشی رمضان علی صاحب - حافظ محمد ابراہیم صاحب نے خصوصیت سے محلہ کی مستورات سے چندہ وصول کیا ہے - منشی غلام محمد صاحب پنشنر - منشی محمد الدین صاحب - منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی نے چندہ کے وصول کرنے میں بہت مدد کی - جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آمد و خرچ

آج ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۰ء تک مبلغ ۳۲۴۲ - ۱۲ - ۹ چندہ احمدیہ مسجد دار الفضل کا وصول ہوا ہے - وعدے جو قابل وصول ہیں وہ اس کے ماسوائے ہیں - اور اس کے بالمقابل خرچ ۲۹۰۰ - ۵ - ۹ ہے - باقی رقم اکثر بصورت خشت پختہ و نقدی موجود ہے - اخراجات کی تفصیل ذیل ہے:-

مد	رقم
قیمت خشت معہ ڈھلائی	۹۱۲ - ۱ - ۰
قیمت گرڈر معہ دیگر اخراجات لوہا	۵۳۸ - ۱ - ۲
چونہ - سرخی - کنکریٹ	۲۷۰ - ۴ - ۰
مزدوری	۵۱۹ - ۱۵ - ۰
متفرق اخراجات	۶۸ - ۵ - ۹
اخراجات کنواں	۵۱۶ - ۹ - ۹
قیمت لکڑی برائے دروازہ واجرت	۷۵ - ۱ - ۰
	۲۹۰۰ - ۵ - ۹

مسجد کا کیا کام باقی ہے

مذکورہ بالا اخراجات سے مسجد پر چھت پڑ گئی ہے - ابھی بہ تفصیل ذیل کام باقی ہیں - فرش اندرونی و بیرونی دروازے وغیرہ لکڑی کا کام صرف اتنا ہوا ہے - کہ دروازے لگ چکے ہیں - باقی کے واسطے روپیہ نہیں ہے - دیواروں کا پلستر اندرونی بیرونی - غسل خانہ اور چار دیواری مسجد - ان کاموں پر قریباً ایک ہزار روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے - اس کے علاوہ مسجد کا ایک کمرہ اور بننے والا ہے جس کی جگہ بوجہ عدم گنجائش چھوڑی گئی ہے - اور ایک کوٹھڑی خادم مسجد کے لئے - پھر ایک دوکان کی گنجائش نقشہ میں دکھائی گئی ہے - سر دست اہل محلہ سے یہ درخواست ہے - کہ نہایت ضروری کاموں کے لئے قریباً ایک ہزار کی رقم ادا فرماویں - آخر میں میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں احمدیہ مسجد دار الفضل کے طیار کرنے میں مدد کی ہے - اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرماوے - والسلام۔

خاکسار:- برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تعمیر احمدیہ مسجد دار الفضل قادیان - یکم جنوری ۱۹۳۱ء

نوٹ:- حساب کے بارے میں دریافت طلب امور فنانشل سیکرٹری سے دریافت فرماویں۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا)